از دفتر اخبار البدر قادیان ۱۳ ار جون ۱۹۰۴ء

مکرمی محبی - السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ -

معذرت - مجوزہ کاتب بوجہ علالت آخر مئی مین نہ آسکا - اب ۱۵ ار جون کو اس کا انتظام
اخبار کتابت کیلئے از سر نو لکہایا گیا ہی - اور چہپ رہا ہی - اگر آپکی وساطت سے کوئی اور عمدہ
کاتب بہی مل سکتا ہی - تو ضرور اطلاع دین -

خبرین - حضرة اقدس اور ممبران خاندان رسالت معہ اصحاب کبار الحمد للہ بخیریت ہین - حضرة
مسیح موعود ۲۴ مئی سے لیکر ۱۳ جون تک گورداسپور رہے - صرف دو تین دفعہ ایک ایک دو دو
دن کیلئے قادیان تشریف لائے - اور واپس چلے گئے - کیونکہ پیشی مقدمہ پے در پے ہوتی تہی - اب
آپکے مقدمہ کی تاریخ ۱۶ ار جون مقرر ہی -

شیخ یعقوب علی صاحب والے مقدمہ مین مولوی کرم دین اور ایڈیٹر سراج الاخبار کی
عدالت نے فرد جرم لگادی ہے - ملزمونکی طرف سے مکرر جرح گواہان استغاثہ پر ہو رہی ہے - آج بہی ان کی
پیشی ہی -

دوران مقدمہ مین دور دور بلاد سے احباب تشریف لائے - اور مجلس مین رہنے والون نے
خدا کے چمکتے نشانون کو دیکہ کر اپنے ایمانون مین ترقی کی - طاعون کی نسبت آپنے اطلاع دی کہ
شہر اور جنگل وغیرہ کوئی مقام پناہ گاہ نہ رہیگا - اس لئے سچی تبدیلی خدا تعالیٰ ہمین اور آپ سب کو
نصیب کرے - آمین -

ایک عرصہ کے بعد درس قرآن خدا کے فضل سے پہر باقاعدہ طور پر ہو رہا ہے -

ضیاء القرآن رد فرقہ چکڑالوی و رد اعتراض بر شہادت مولانا عبد اللطیف صاحب چہپکر طیار ہے -
قیمت ۳ بلا خرچہ ڈاک - دفتر البدر اور نیز حکیم فضل الدین صاحب سے مل سکتا ہی -

بسم اللہ الرحمن الرحیم | دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا | نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ نَصَرَکُمْ وَقْتَ بِیَجْرٍ فَقَارَبَ مِنْ عَادٍ

آئینہ ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رخ محمد کا

چودھویں کا ہی چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

البدر

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

چو گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دو بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

بیا در بزم احمد تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

نمبر ۲۳ | ہر ایک ماہ کی انگریزی ۱-۸-۱۶-۲۴ کو دار الامان قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے | جلد ۳

خریداروں کو اطلاع اپنے احباب کو تازہ حالات پہونچانیکی خاطر یہ اخبار نہایت ارزاں قیمت پر جاری کیا گیا ہے اور اسکے اجرا اور قیام کا مدار قومی تعاون اور سرمایہ پر ہے اسکی بروقت اشاعت اور ایڈیٹوریل سٹاف کی تکمیل اور ذمہ داری کے لیے ضرورت ہے کہ اسکی اشاعت کم از کم پندرہ سو ہو اسلیے احباب سے التماس ہے کہ موجودہ حالت میں جبکہ ابتدائی حالت اشاعت بہت قلیل اور سٹاف ناتکمیل ہے اور کارخانہ کثیر اخراجات کا زیر بار ہے اگر کسیوقت اشاعت میں چند روز کی دیر ہو جاوے تو اخوۃ اور ہمدردی کے خیال کو دل و دماغ میں جگہ دیکر رنجیدہ خاطر نہ ہوں بلکہ اسکی اشاعت میں سر توڑ کوشش کریں اور مطلوبہ تعداد پیدا کرکے کارخانہ کو ہر ایک مرکز وشرائط سے اپنے فرائض کو حتی الوسع دیانتداری سے بجا لانیکی پوری کوشش کیجاتی ہے لیکن امور متعلقہ قضاء قدر سے ہر ایک لاچار ہے۔ **مینیجر**

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اسوقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کیوقت مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے

سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کی پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنیکے لیے اسکی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعۃ کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمدہ از مادریم — ہم برین از دار دنیا بگذریم

آن کتاب حق کہ قرآن نام او — بادۂ عرفان ما از جام او
آن رسولی کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او باشیر شد اندر بدن — جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبی کہ ہست — زو شدہ سیراب سیرابی کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود — آن نہ از خود از ہمان جائی بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بی او محال
اقتدائی قول او در جان ما ست — ہرچہ زو ثابت شود ایمان ما ست

از ملائک وز خبر ہائی معاد — ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
آنہمہ از حضرت احمد ست — منکر آن مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اند و ہست — منکر آن مورد لعن خدا ست
معجزات انبیاء سابقین — آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ما ست — ہر کہ انکاری کند از اشقیا ست
یکقدم دوری ازان روشن کتاب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں۔ اور ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے

اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۳ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ (۳ بار) رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ امین۔

(پھر اسکے بعد آپ مع حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کے لیے دعا کرتے ہیں +)

نوٹ بیعت کا اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء تک اسی ۱۴ سال ہوگئے ہیں جبکہ البدر بھی پیر مضمون کے ساتھ اس چہار دہم سال کی یادگار ہے جو [illegible] فتح و نصرۃ کا زمانہ ہے قادیان سے طلوع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم | دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا | نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

چودھویں کا ہی چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

آئینہ ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رخ محمد کا

انّ اللہ فی صحر … فتیحۃ فقاتر امن اللہ

البدر

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بیا در بزم احمد تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی
… بینی غرض دار الاماں بینی

جلد ۳ | ہر ایک ماہ کی انگریزی ۱-۸-۱۶-۲۴ کو دار الامان قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے | نمبر ۲…

خریداران و ملاحظہ اطلاع — اپنے احباب کو تازہ حالات پہونچانیکی خاطر یہ اخبار نہایت ارزاں قیمت پر جاری کیا گیا ہے اور اسکے اجرا اور قیام کا مدار قومی تعاون اور سرمایہ پر ہے اسکی بروقت اشاعت اور ایڈیٹوریل سٹاف کی تکمیل اور ذمہ داری کے لیے ضرورت ہے کہ اسکی اشاعت کم از کم پندرہ سو ہو اس لیے احباب سے التماس ہے کہ موجودہ حالت میں جبکہ ابتدائی حالت اشاعت بہت قلیل اور سٹاف نامکمل ہے اور کارخانہ کثیر اخراجات کا زیر بار ہے اگر یہ وقت اشاعت میں چندہ ونکی دیر ہو جاوے تو اخوۃ اور ہمدردی کے خیال کو دل و دماغ میں جگہ دیکر … بلکہ اسکی اشاعت میں سعی … کوشش کریں اور مطلوبہ تعداد پورا کرکے کارخانہ … اپنے فرض کو حتی الوسع دیانتداری سے بجا لانیکی پوری کوشش کیجاتی ہے لیکن امور متعلقہ … لاچار ہے **منیجر**

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اُسوقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے

سوم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کی پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنیکے لیے اسکی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعۃ کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم

آں کتاب حق کہ قرآن نام او
بادۂ عرفان ما از جام او
آں رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

ما از و نوشیم ہر آبی کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابی کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود
آں نہ از خود از ہماں جائی بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بی او محال
اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست

از ملائک و خبر ہائے معاد
ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد
آنچہ از حضرت ما صدر است
منکر آں مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آں مورد لعن خدا ست
معجزات انبیاء سابقیں
آنچہ در قرآں بیانش بالیقیں

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکار آں کند از اشقیاست
یکقدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس بیعت لیتے ہیں۔ اور ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے ہیں اور طالب کہلاتا جاتا ہے

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ ۳ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ (۳ بار) رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔

(پھر اسکے بعد آپ مع حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اُسکے متعلقین کے لیے دعا کرتے ہیں +)

نوٹ بیعت کا اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء تک اسی ۱۴ سال ہو ہیں جبکہ البدر اپنے معنوں کے ساتھ اس چہاردہم سال کی یادگار ہیں جو آپکی فتح و نصرت کا زمانہ ہے قادیان سے طلوع ہوا

۱۹ جون سنہ ۱۹۰۴ء

متقی کون ہے

ایک مولوی صاحب جن کے والد بزرگوار احمدی جماعت میں داخل تھے اور بقضای الٰہی فوت ہو گئے علاقہ گوجرانوالہ سے تشریف لائے ہوئے تھے اُنکو حضرۃ اقدس سے ارادت حاصل نہ تھی اور نہ اپنے والد مرحوم کو صراط مستقیم پر سمجھتے تھے چند احباب کی تحریک سے وہ بحث و مباحثہ کی غرض .... لیکر یہاں آئے تھے حضرۃ اقدس کے روبرو تو اُنکی کوئی کلام ہمنے نہ سنی حضرت مولوی نورالدین صاحب سے البتہ کلام کرتے رہے جسمیں نو وارد مولوی صاحب نے یہ کہا کہ ہمارے نزدیک بہت سے متقی ہیں کہ جنھوں نے مرزا صاحب کو نہیں مانا اور چونکہ ہم اُنکو متقی اور راست باز تسلیم کرتے ہیں اس لیے ہم بھی نہیں مانتے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر کوئی ایسا شخص ہے کہ جو ضد اور تعصب وغیرہ سے تو پاک ہے اور سچی ارادہ سے حق کا طالب ہے اور اسلیے کسی شخصکو متقی مانکر اُسکی تقلید سے وہ حضرت امام علیہ السلام کا منکر ہے تو میرے نزدیک وہ اُسوقت تک معذور ہے جب تک کہ اللہ تعالےٰ اُسپر حقیقت کو واضح نہ کردے کیونکہ مواخذہ کے لیے ضروری ہے کہ قد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ہو اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے لیہلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ جو ہلاک ہو وہ بھی بیّن آیات دیکھکر ہلاک ہوا اور جو زندہ ہو وہ بھی بیّن آیات دیکھکر زندہ ہو۔

نو وارد مولوی صاحب نے چاہا کہ اسکی تصدیق حضرت مرزا صاحب سے کرائی جاوے اسلیے جناب حکیم صاحب نے بوقت ظہر اس مسئلہ کو حضرت امام علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کیا جسپر آپنے **فرمایا** کہ اس قسم کا سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا تو اُنھوں نے جواب دیا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ایسے ہی ہم بھی کہتے ہیں کہ اُنکا معاملہ خدا کے ساتھ ہے وہ جیسے جیسے سمجھیگا ویسا معاملہ اُس سے کریگا۔ ہاں کوئی آدمی کسیکو متقی کیونکر تقین کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ اور فرماتا ہے هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ۔ اور فرماتا ہے اللہ تعالےٰ ہی عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ہے ہاں ماموریں اللہ کے متقی ہونے اور نہ ہونے کی نشانات بیّن ہوتے ہیں نہ اوروں کے۔

مغرب کی نماز کے بعد جب حضرت امام علیہ السلام شہ نشین پر جلوہ افروز ہوئے تو سیّد احمد شاہ صاحب سندھی ..... نے آپ سے نیاز حاصل کی اور پوچھا کہ متقی کسے کہہ سکتے ہیں **فرمایا**۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے اور آپنے دعویٰ کیا تو اُسوقت بھی لوگوں کی نظروں میں بہت سے یہود عالم متقی اور پرہیزگار مشہور تھے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ خدا کے نزدیک بھی متقی ہوں خدا تعالےٰ تو اُن متقیوں کا ذکر کرتا ہے جو اُسکے نزدیک تقویٰ اور اخلاص رکھتے ہیں جب اُن لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سنا لوگوں میں جو اُنکی وجاہت تھی اُسمیں فرق آتا دیکھکر رعونت سے انکار کر دیا اور حق کو اختیار کرنا گوارا نہ کیا اب دیکھو کہ لوگوں کے نزدیک تو وہ بھی متقی تھے مگر اُن کا نام حقیقی متقی نہیں تھا۔ حقیقی متقی وہ شخص ہے کہ جسکی خواہ آبرو جاوے ہزار ذلت آتی ہو۔ جان جانے کا خطرہ ہو۔ فقر و فاقہ کی نوبت آئی ہو تو وہ محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ان سب نقصانوں کو گوارا کرے لیکن حق کو ہرگز نہ چھپاوے۔ متقی کے یہ معنے جیسے آجکل کے مولوی عدالتوں میں بیان کرتے ہیں ہرگز نہیں ہیں کہ جو شخص زبان سے سب مانتا ہو خواہ اُسکا عملدرآمد اُسپر ہوتا نہ ہو اور وہ جھوٹھ بھی بول لیتا ہو۔ چوری بھی کرتا ہو تو وہ متقی ہے تقویٰ کے بھی مراتب ہوتے ہیں اور جب تک کہ یہ کامل نہ ہوں تب تک انسان پورا متقی نہیں ہوتا ہر ایک شئے وہی کار آمد ہوتی ہے جسکا پورا وزن لیا جاوے اگر ایک شخصکو بھوک اور پیاس لگی ہے تو روٹی کا ایک بھورا اور پانی کا ایک قطرہ لے لینے سے اُسے سیری حاصل نہ ہوگی اور نہ جان کو بچا سکیگا جب تک پوری خوراک کھانے اور پینے کی اوسے نہ ملے یہی حال تقویٰ کا ہے کہ جبتک انسان اسے پورے طور پر ہر ایک پہلو سے اختیار نہیں کرتا تب تک وہ متقی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ بات نہیں تو ہم ایک کافر کو بھی متقی کہہ سکتے ہیں کیونکہ کوئی نہ کوئی پہلو تقویٰ کا (یعنی خوبی) اُسکے اندر ضرور ہوگی اللہ تعالےٰ نے محض ظلمت تو کسیکو پیدا نہیں کیا مگر تقویٰ کی یہ مقدار اگر ایک کافر کے اندر ہو تو اُسے کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی۔ کافی مقدار ہونی چاہیے جس سے دل روشن ہو۔ خدا راضی ہو اور ہر ایک بدی سے انسان بچ جاوے بہت سے ایسے مسلمان ہیں کہ جو کہتے ہیں کیا ہم روزہ نہیں رکھتے۔ نماز نہیں پڑھتے وغیرہ وغیرہ مگر ان باتوں سے وہ متقی نہیں ہو سکتے تقویٰ اور شئے ہے۔ جبتک انسان خدا کو مقدم نہیں رکھتا اور ہر ایک لحاظ کو خواہ برادری کا ہو خواہ قوم کا خواہ دوستوں اور شہر کے رؤسا کا خدا سے ڈر کر نہیں توڑتا اور خدا کے لیے ہر ایک ذلت برداشت کرنیکو طیار نہیں ہوتا تب تک وہ متقی نہیں ہے +

قرآن شریف میں جو بڑے بڑے وعدے متقیوں کے ساتھ ہیں وہ ایسے متقیوں کا ذکر ہے جنھوں نے تقوے کو وہانتک نبھایا جہانتک اُنکی طاقت تھی بشریت کے قویٰ نے جہانتک اُن کا ساتھ دیا برابر تقویٰ پر قائم رہے حتیٰ کہ اُنکی طاقتیں ہار گئیں اور پھر خدا سے اُنھوں نے اور طاقت طلب کی جیسے کہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ سے ظاہر ہے۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی اپنی طاقت تک تو ہمنے کام کیا اور کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ یعنی آگے چلنے کیلیے اور نئی طاقت تجھسے طلب کرتے ہیں جیسے حافظ نے کہا ہے۔

مابداں منزل عالی نتوانیم رسید
ہاں اگر لطف شما پیش نہد گامی چند

پس خوب یاد رکھو کہ خدا کے نزدیک متقی ہونا اور شئے ہے اور انسانوں کے نزدیک متقی ہونا اور شئے۔

مسیح علیہ السلام کے وقت جو مخالفوں کے جتھے وغیرہ بنتے تھے اُس کا باعث بھی یہی تھا کہ جو عالم لوگ یہود کے نزدیک مسلم تھے اور متقی پرہیزگار تسلیم کیے جاتے تھے وہ مخالف تھے اگر وہ مخالف نہ ہوتے تو جتھے وغیرہ نہ بنتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی یہی حال تھا۔ عجب۔ بخل۔ ریا۔ نمود۔ اور وجاہت کی پاسداری وغیرہ باتیں تھیں جنھوں نے حق کی قبولیت سے اُن کو روکے رکھا۔ غرضیکہ تقویٰ مشکل شے ہے جسے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے تو اُسکے علامات بھی ساتھ ہی رکھدیتا ہے + سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو جو اُسے خواہ مخواہ رد کرتا ہے اور دلائل معقولات منقولات اور خدا تعالیٰ کے

۱۹ جون سنہ ۱۹۰۴ء

متقی کون ہے

ایک مولوی صاحب جن کے والد بزرگوار احمدی جماعت میں داخل تھے اور بقضائے الٰہی فوت ہو گئے علاقہ گوجرانوالہ سے تشریف لائے ہوئے تھے اُنکو حضرۃ اقدس سے ارادت حاصل نہ تھی اور نہ اپنے والد مرحوم کو صراط مستقیم پر سمجھتے تھے چند احباب کی تحریک سے وہ بحث و مباحثہ کی غرض .... لیکر یہاں آئے تھے حضرۃ اقدس کے روبرو تو انکی کوئی کلام ہمنے نہ سنی حضرت مولوی نور الدین صاحب سے البتہ کلام کرتے رہے جسمیں نو وارد مولوی صاحب نے یہ کہا کہ ہمارے نزدیک بہت سے متقی ہیں کہ جنھوں نے مرزا صاحب کو نہیں مانا اور چونکہ ہم اُنکو متقی اور راست باز تسلیم کرتے ہیں اس لیے ہم بھی نہیں مانتے حضرت مولوی [illegible] نور الدین صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر کوئی ایسا [illegible] ہے کہ جو ضد اور تعصب وغیرہ سے تو پاک ہے اور سچی ارادہ سے حق کا طالب ہے اور اسلیے کسی شخص کو متقی مانکر اُسکی تقلید سے وہ حضرت امام علیہ السلام کا منکر ہے تو میرے نزدیک وہ اُسوقت تک معذور ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ اُسپر حقیقت کو واضح نہ کر دے کیونکہ مواخذہ کے لیے ضروری ہے کہ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ہو اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے لیهلك من هلك عن بينة ويحيى من حي عن بينة یعنی ہلاک ہو وہ بھی بیّن آیات دیکھکر ہلاک ہوا اور جو زندہ ہو وہ بھی بیّن آیات دیکھکر زندہ ہو۔

نو وارد مولوی صاحب نے چاہا کہ اسکی تصدیق حضرت مرزا صاحب سے کرائی جاوے اسلیے جناب حکیم صاحب نے بوقت ظہر اس مسئلہ کو حضرت امام علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کیا جسپر آپنے **فرمایا** کہ اس قسم کا سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا تو اُنھوں نے جواب دیا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ایسے ہی ہم بھی کہتے ہیں کہ اُنکا معاملہ خدا کے ساتھ ہے وہ جیسے جیسے سمجھیگا ویسا معاملہ اُن سے کریگا۔ ہاں کوئی آدمی کسیکو متقی کیونکر یقین کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ اور فرماتا ہے هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ۔ اور فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ہی عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ہے ہاں ماموریمن اللہ کے متقی ہونے اور نہ ہونے کی نشانات بیّن ہوتے ہیں نہ اوروں کے۔

مغرب کی نماز کے بعد جب حضرت امام علیہ السلام شہ نشین پر جلوہ افروز ہوئے تو سیّد احمد شاہ صاحب سندھی ...... نے آپ سے نیاز حاصل کی اور پوچھا کہ متقی کسے کہہ سکتے ہیں **فرمایا**۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے اور آپنے دعویٰ کیا تو اُسوقت بھی لوگوں کی نظروں میں بہت سی یہود عالم متقی اور پرہیزگار مشہور تھے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ خدا کے نزدیک بھی متقی ہوں خدا تعالیٰ تو اُن متقیوں کا ذکر کرتا ہے جو اُسکے نزدیک تقویٰ اور اخلاص رکھتے ہیں جب اُن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سنا لوگوں میں جو اُنکی وجاہت تھی اُسمیں فرق آتا دیکھکر رعونت سے انکار کر دیا اور حق کو اختیار کرنا گوارا نہ کیا اب دیکھو کہ لوگوں کے نزدیک تو وہ بھی متقی تھے مگر اُن کا نام حقیقی متقی نہیں تھا۔ حقیقی متقی وہ شخص ہے کہ جسکی خواہ آبرو جاوے ہزار ذلت آتی ہو۔ جان جانے کا خطرہ ہو۔ فقر و فاقہ کی نوبت آئی ہو تو وہ محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ان سب نقصانوں کو گوارا کرے لیکن حق کو ہرگز نہ چھپاوے۔ متقی کے یہ معنے جیسے آجکل کے مولوی عدالتوں میں بیان کرتے ہیں ہرگز نہیں ہیں کہ جو شخص زبان سے سب مانتا ہو خواہ اُسکا عملدرآمد اُسپر ہو یا نہ ہو اور وہ جھوٹھ بھی بول لیتا ہو۔ چوری بھی کرتا ہو تو وہ متقی ہے تقوےٰ کے بھی مراتب ہوتے ہیں اور جب تک کہ یہ کامل نہ ہوں تب تک انسان پورا متقی نہیں ہوتا ہر ایک شئے وہی کارآمد ہوتی ہے جسکا پورا وزن لیا جاوے اگر ایک شخص کو بھوک اور پیاس لگی ہے تو روٹی کا ایک بھورا اور پانی کا ایک قطرہ لے لینے سے اُسے سیری حاصل نہ ہوگی اور نہ جان کو بچا سکے گا جب تک پوری خوراک کھانے اور پینے کی اوسے نہ ملے یہی حال تقویٰ کا ہے کہ جبتک انسان اسے پورے طور پر ہر ایک پہلو سے اختیار نہیں کرتا تب تک وہ متقی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ بات نہیں تو ہم ایک کافر کو بھی متقی کہہ سکتے ہیں کیونکہ کوئی نہ کوئی پہلو تقویٰ کا (یعنی خوبی) اُسکے اندر ضرور ہوگی اللہ تعالیٰ نے محض ظلمت تو کسیکو پیدا نہیں کیا مگر تقویٰ کی یہ مقدار اگر ایک کافر کے اندر ہو تو اُسے کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی۔ کافی مقدار ہونی چاہیے جس سے دل روشن ہو۔ خدا راضی ہو اور ہر ایک بدی سے انسان بچ جاوے بہت سے ایسے مسلمان ہیں کہ جو کہتے ہیں کیا ہم روزہ نہیں رکھتے۔ نماز نہیں پڑھتے وغیرہ وغیرہ مگر ان باتوں سے وہ متقی نہیں ہو سکتے تقویٰ اور شئے ہے۔ جبتک انسان خدا کو مقدم نہیں رکھتا اور ہر ایک لحاظ کو خواہ برادری کا ہو خواہ قوم کا خواہ دوستوں اور شہر کے رؤسا کا خدا سے ڈر کر نہیں توڑتا اور خدا کے لیے ہر ایک ذلت برداشت کرنیکو طیار نہیں ہوتا تب تک وہ متقی نہیں ہے +

قرآن شریف میں جو بڑے بڑے وعدے متقیوں کے ساتھ ہیں وہ ایسے متقیوں کا ذکر ہے جنھوں نے تقوےٰ کو وہانتک نبھایا جہانتک اُنکی طاقت تھی بشریت کے قویٰ نے جہانتک اُن کا ساتھ دیا برابر تقویٰ پر قائم رہے حتیٰ کہ اُنکی طاقتیں ہار گئیں اور پھر خدا سے اُنھوں نے اور طاقت طلب کی جیسے کہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ سے ظاہر ہے۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی اپنی طاقت تک تو ہمنے کام کیا اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ یعنی آگے چلنے کیلیے اور نئی طاقت تجھسے طلب کرتے ہیں جیسے حافظ نے کہا ہے،

> ما بداں منزل عالی نتوانیم رسید
> ہاں اگر لطف شما پیش نہد گامی چند

پس خوب یاد رکھو کہ خدا کے نزدیک متقی ہونا اور شئے ہے اور انسانوں کے نزدیک متقی ہونا اور شئے۔

مسیح علیہ السلام کے وقت جو مخالفوں کے جتھے وغیرہ بنتے تھے اُس کا باعث بھی یہی تھا کہ جو عالم لوگ یہود کے نزدیک مسلم تھے اور متقی پرہیزگار تسلیم کیے جاتے تھے وہ مخالف تھے اگر وہ مخالف نہ ہوتے تو جتھے وغیرہ نہ بنتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی یہی حال تھا۔ عجب۔ بخل۔ ریا۔ نمود۔ اور وجاہت کی پاسداری وغیرہ باتیں تھیں جنھوں نے حق کی قبولیت سے اُنکو روکے رکھا۔ غرضیکہ تقویٰ مشکل شئے ہے جسے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے تو اُسکے علامات بھی ساتھ ہی رکھدیتا ہے + سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو جو اُسے خواہ مخواہ رد کرتا ہے اور دلائل معقولات منقولات اور خدا تعالیٰ کے

۲۱ جون سنہ ۱۹۰۴ء

حضرۃ اقدس کے ایک مخلص حواری نے عرض کی کہ ڈیرہ آباد میں ایک حافظ صاحب ہیں وہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ قسم کھا کر کہیں کہ عیسے علیہ السلام اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ جو شخص دلیری کر کے شوخی کی راہ سے فتنہ ڈالتا ہے خدا اس سے خود سمجھ لیتا ہے اگر اسکو قسم کھانی ہے تو **تین** باتوں کی قسم کھاوے **ایک** تو یہ کہ **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي** میں سے مسیح کی وفات ہرگز ثابت نہیں ہوتی اور یہاں توفیتنی کے وہ معنی ہرگز نہیں ہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس لفظ کے معنے کیے جاتے ہیں **دوسری** یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح کو معراج کی شب میں ان تمام انبیاء کی طرح نہیں دیکھا جو کہ وفات پا چکے ہیں بلکہ دوسرے انبیا کی ارواح کے خلاف حضرۃ مسیح کو معراج کی شب میں اس ہیئت اور شکل میں پایا جس سے ان کا جسد عنصری زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے

تیسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کا اجماع جو آیۃ **مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ** کے ان معنوں پر ہوا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پیشتر جس قدر نبی گذرے وہ سب فوت ہو چکے ہیں یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ ان تین باتوں میں اللہ تعالیٰ کا قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت اور صحابہ کا اجماع سب آجاتا ہے پس ان تین باتوں پر وہ قسم کھاوے اور **چوتھی** بات یہ بھی ملاوے کہ ہم مفتری ہیں اور ۲۴ سال سے جو الہامات ہم سنا رہے ہیں یہ خدا تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں۔ اور قسم میں یہ بھی کہے کہ اگر اسمیں میں نے کوئی بدنیتی کی ہے یا ایسی بات بیان کی ہے جو کہ میرے ذہن میں نہیں ہے تو اس کا **وبال مجھپر نازل ہو۔**

فرمایا اگر یہ لوگ منہاج نبوت کو معیار ٹھیرا دیں تو آج فیصلہ ہوتا ہے۔ اسمقام پر **نواب محمد علیخان** صاحب نے عرض کی کہ ایک شخص نے مجھسے حضور کے بارہ میں بحث کرنی چاہی میں نے اسے کہا کہ اول تم سب کتابیں حضرت مرزا صاحب کی مطالعہ کرو اگر اسمیں سمجھ نہ آوے تو ایکماہ قادیان چلکر رہو اور وہاں مرزا صاحب کے حالات وغیرہ کو آنکھ سے دیکھو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری راہنمائی کرے

طاعون کی موت پر اعتراض

فرمایا کہ اگر ہمارا کوئی مرید طاعون سے مرجاتا ہے تو اسپر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ خدا کے کلام میں یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ صرف بیعت کرنے والا الٰہی اس سے محفوظ رہے گا۔ بلکہ اس نے ایک دفعہ مجھے مخاطب کر کے فرمایا **الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم** یعنی بقدر دعویٰ کے ایمان میں کسی قسم کا ظلم نہ ہو خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری وفا پورا صدق اور اخلاص کا معاملہ ہو اور اسکی شناخت کامل ہو تو وہ شخص اس آیت کا مصداق ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ ایسی بات ہے کہ جسکو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جان سکتا کہ آیا فلاں شخص میں پورا صدق و اخلاص ہے کہ نہیں بعض وقت ایک انسان کے حق میں موت ہی اچھی ہوتی ہے کہ خدا اسے اس ذریعہ سے آیندہ لغزش سے بچا لیتا ہے (جیسے بعض کافروں کے حق میں زندگی اسلیے بہتر ہوتی ہے کہ.... انکو آیندہ ایمان نصیب ہو جاتا ہے ایسے ہی بعض مومن کے حق میں موت اسلیے بہتر ہوتی ہے کہ اگر وہ زندہ رہتا تو کافر ہو جاتا۔) کہ اسکا خاتمہ کفر پر نہ ہو یہ طاعون اس قسم کی ہے جیسے کہ آنحضرت کو کفار کے عذاب کا وعدہ تھا لیکن پھر صحابہ کرام نے بھی آخر اس سے حصہ لیا اور اکثر شہید ہوئے۔ کفر کا استیصال انکی شہادت کا ثبوت ہے پس اسیطرح یہاں بھی استیصال کفر ہو گا +

صد حسین است در گریبانم

ایک صاحب نے جو کہ بیعت شدہ ہیں...... عرض کی کہ بعض لوگ صرف اسلیے بیعت سے پرہیز کرتے ہیں کہ حضور نے حضرت حسین رض سے بڑے ہونے کا دعویٰ کیا ہے جیسے کہ یہ شعر مذکورہ بالا ہے ایک شخص نے مجھپر بھی یہ اعتراض کیا مگر چونکہ مجھے اسکی حقیقت معلوم نہ تھی اسلیے میں ساکت ہو گیا۔ **فرمایا** کہ اول انسان کو اطمینان قلب ہونا چاہیے کہ آیا جس کو میں نے قبول کیا ہے وہ راستباز ہے کہ نہیں مختصر کیفیت اسکی یہ ہے کہ جب انسان ایک دعویٰ کا مصدق ہوتا ہے اور دعویٰ بھی ایسا ہو کہ اسکی بنا پر کوئی اعتراض نہ قائم ہوتا ہو تو اس قسم کے شکوک کا دروازہ خود ہی بند ہو جاتا ہے۔ مثلاً میرا دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح ہوں جس کا وعدہ قرآن شریف اور حدیث میں دیا گیا ہے۔ اب جبتک کوئی میرے اس دعویٰ کا مصدق نہیں ہے تب تک اسکو حق ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ نیک آدمی کے مقابل پر بھی وہ ہمپر اعتراض کرے لیکن اگر کوئی بیعت کر کے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے کہ میں ہی سچا ہوں تو وہ پھر.... اعتراض کیوں کرتا ہے (اسے چاہیے تھا کہ بیعت سے پیشتر اس بات کا اطمینان حاصل کرتا کہ آیا آپ سچے ہیں کہ نہیں) اس قسم کے معترضین سے سوال کرنا چاہیے کہ جس مسیح کے وہ منتظر ہیں آیا وہ ان کے نزدیک از روے اعتقاد کے حسین سے افضل ہے کہ نہیں اگر وہ اسے افضل قبول کرتا ہے تو پھر ہم تو کہتے ہیں کہ ہم وہی ہیں پہلے ہمارا وہی ہونا فیصلہ کرے پھر اعتراض خود بخود رفع ہو جاوے گا

یاد رکھو کہ خدا کے فیوض بے انتہا ہیں جو ان کو محدود کرتا ہے وہ اصل میں خدا کو محدود کرتا ہے اور اسکی کلام کو عبث قرار دیتا ہے وہی بتلاوے کہ **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** میں جب وہ انہی کمالات اور انعامات کو طلب کرتا ہے جو کہ سابقین پر ہوے تو اب انکو محدود کیسے مانتا ہے اگر وہ محدود ہیں اور بقول شیعہ بارہ امام تک ہی رہے تو پھر سورہ فاتحہ کو نماز میں کیوں پڑھتا ہے وہ تو اسکے عقیدہ کے خلاف تعلیم کر رہی ہے۔ اور خدا کو ملزم گردانتی ہے کہ ایکطرف تو وہ خود ہی کمالات کو بارہ امام تک ختم کرتا ہے اور پھر لوگوں کو قیامت تک ان کے طلب کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ دیکھو مایوس ہونا مومن کی شان نہیں ہوتی اور ترقیات اور مراتب قرب کی کوئی حد نہیں ہے یہ بڑی غلطی ہے کہ کسی فرد خاص پر ایک بات قائم کر دیجاوے۔ خدا تعالیٰ نے جیسا خاص طور پر ذکر کر دیا اور احادیث میں آگیا کہ فلاں زمانہ میں مسیح موعود ہو گا اور اسکی علامات اسکا کام۔ اسکے حالات سب بتلا دیے تو اب ہم سے یہ سوال کیوں ہوتا ہے کہ تم حسین سے افضل کیوں بنتے ہو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں فرمایا ہے کہ مسیح موعود حسین سے افضل نہ ہو گا بلکہ کمتر ہو گا

ایسے معترضوں کو تم یہ جواب دو کہ ہم تو مسیح موعود مان چکے ہیں اب تم اس امر کا ثبوت دو کہ آیا وہ امام حسین سے کم ہوگا یا برابر یا افضل۔ بجز توہمات کے انکے پاس کچھ بھی نہیں ہے جیسے ایک لاہوری شیعہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر کل انبیاء نے حضرت حسینؓ کی وجہ سے ہی نجات پائی ہے +

خدا تعالیٰ کا جو معاملہ میرے ساتھ ہے اور وہ میرے ساتھ کلام کرتا ہے ایسا کوئی الہام حسینؓ کا تو پیش کرو میں تو اپنی وحی پر ویسے ہی ایمان لاتا ہوں جیسے کہ قرآن شریف اور توریت کے کلام الٰہی ہونے پر۔ زیادہ سے زیادہ یہ لوگ امام حسینؓ کی فضیلت میں بعض ظنی احادیث پیش کرینگے اور میں وہ پیش کرتا ہوں کہ جو یقینی ہے اور پھر خدا کا کلام ہے۔ بطور تنزل کے میں اگر مان لوں کہ حسینؓ کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کا مکالمہ ویسا ہی تھا جیسے کہ میرے ساتھ ہے تو پھر انکے الہامات کا اور میرے الہامات کا مقابلہ کیا اور دیکھو کہ بڑھ چڑھ کر کس کا کلام ہے۔ اور اگر تم میرے الہامات کو ظنی مانتے ہو تو امام حسینؓ کے الہامات تو پہلے ہی سے ظنی ہیں پس دونوں ظنی الہاموں کا مقابلہ کرکے دکھلاؤ خدا نے جو مراتب میرے بیان کیے ہیں (مثلاً انت منی بمنزلۃ عرشی۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی۔ انت منی بمنزلۃ اولادی + انت منی وانا منک

کیا امام حسین کے یہی مراتب بیان ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں نہ امام حسین کا نام لیا اور نہ یزید کا اگر ذکر کیا ہے تو زید کا ذکر کیا ہے یا بعض مفسروں نے ایک صحابی سجل کا لکھا ہے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ اسطرح سے دو صحابہ کا ذکر قرآن شریف میں ہوا ہے۔

اور جو ہمیں مفتری سمجھتا ہے اور مفتری سمجھکر پھر یہ اعتراض کرتا ہے تو اول وہ ہمارے افترا پر بحث کرے کہ آیا افترا ہے کہ نہیں +

کاتب کی مشکلات بدستور موجود ہونے کی وجہ سے اخبار میں دیر ہو رہی ہے۔ ان مشکلات کو اپنی ذاتی مشکلات جانکر امید ہے۔ کہ ناظرین رنجیدہ خاطر نہ ہونگے

متوفی احمدی کیلئے درخواست دعا

ہمارے مکرم بھائی جناب **حافظ غلام رسول صاحب** سوداگر احمدی وزیر آباد کا صاحبزادہ مولا بخش نام ۲۴ سال کی عمر میں ۲۲ روز بخار اور آخر ایام میں بعارضہ خناق مبتلا ہو کر ۱۲ مئی ۱۹۰۴ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گیا ہے جسکی وفات پر پس ماندگان کی تسلی اور نعم البدل کے لیے حضرت حکیم نور الدین صاحب نے احمدی احباب سے دعا کی درخواست کی ہے جسے ہم آپ ہی کے الفاظ میں ذیل میں درج کرتے ہیں +

جہانتک میں خیال کرتا ہوں ہمارے مولیٰ کریم نے ہمکو خوش و خورم کرنا چاہا ہے جب ہم غور کرتے ہیں کہ حلال اور طیب چیزیں کھانے کا حکم دیا ہے بدکاری جس کا نتیجہ آتشک وسوزاک قسم قسم کی کمزوریاں اور بے عزتی و بے غیرتی اور افلاس بلکہ اولاد کی اخلاق کی تباہی ہے ہمکو منع فرمایا کہ ہم چین و آرام میں رہیں۔

مصائب آتے ہیں اور ان کا آنا بھی ایک مسلمان کے لیے سنوار کا موجب ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مصیبتیں تو تمہارے اپنے اعمال کا پھل ہوتی ہیں مگر اسپر بھی ارشاد کیا کہ اگر مصائب پر کوئی صبر کرے تو اسپر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور وہی راہ پانے والے ہوتے ہیں پھر حضرت ....
ہاجرہ علیہا السلام کا ذکر فرمایا ہے کہ انھوں نے صبر کیا صفا اور مروہ کا طواف کرکے دیکھو یہی مقام ہے جہاں ہاجرہ نے صبر دکھایا اب دیکھو انکی اولاد کس کثرت کے ساتھ امن چین میں ہے اور آرام سے زندگی بسر کرتی ہے۔

نیز موت تو ایک ضروری امر ہے اس کا آنا ضروری ہے مگر خود مرنے والے مومن کے لیے تو راحت ہے اور پچھلے کے لیے اگر صبر کرے نعم البدل ملنے کی تدبیر ہے +

ہمارے دوست **حافظ غلام رسول صاحب** کو جو صدمہ انکے بیٹے مولا بخش کے مرنے کا ہوا ہے مجھے امید ہے کہ اس نوجوان متوفیٰ کے لیے باعث راحت ہوا ہو اور حافظ صاحب کے لیے اجر عظیم کا موجب۔ پس ہمارے دوست اس نوجوان مولا بخش کے لیے دعاء مغفرت کریں اور حافظ صاحب کے لیے اجر عظیم کی دعا مانگیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت

دنیا میں عہدہ دار مختلف ہوتے ہیں اور ہر ایک کے مرتبہ کے لحاظ سے بادشاہ کے خطاب کا الگ الگ طرز ہوتا ہے یہی معاملہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے ہے اور اسی بنا پر میرے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں ایک یہ بھی وجہ فضیلت ہے کہ جسطرح سے دلجمعی اور مرادیں آپ کی خدا نے پوری کیں دوسرے کسی نبی کی ایسی پوری نہیں ہوئیں۔ ہر ایک نبی کوئی نہ کوئی حسرت ہی ساتھ لیگیا ہے موسیٰ اپنے ساتھیوں کو جنگل میں چھوڑ گئے اور مسیح کو بھی کامیابی نہ ہوئی سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نبی ایسا نہ ملے گا کہ جس کا خاتمہ اسطرح مراد یابی اور کامیابی سے ہوا ہو کہ اس نے الیوم اکملت لکم دینکم اور اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کی آواز سنی اور پھر بعینہٖ وہی نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ منجملہ دلائل کے یہ بھی ہے کہ اپنے ...... دشمنوں کو پامال کیا۔ اگر یہ وجود دنیا میں نہ آیا ہوتا تو سابقہ نبوتیں ناقص رہتیں اس سے سب پوری ہوئیں اور ختم نبوت ہوا +

ولادت شریفہ

---

۲۵ جون ۱۹۰۴ء کو روز شنبہ قریب دس بجے شب کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں دختر نیک اختر پیدا ہوئی۔ آپ نے اَمَۃُ الحَفِیظ نام رکھا +

حیرت صاحب کے حیرت انگیز مضامین کی حقیقت

نمبر ۶

اگرچہ چنداں ضرورت تو نہ تھی لیکن یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حیرت صاحب کی بعض نکتہ چینیوں پر جو کہ اس بھلے آدمی نے جان بوجھکر ناانصافی کی ہے غور کریں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ آجکل کے مدعیان ریفارم کی کیسی حالت ہے اور وہ کسی نہ کسی باطنی عیب کی وجہ سے نکتہ چینی کرتے وقت کس حماقت کے درجہ تک پہونچ جاتے ہیں کہ اپنے ہی مسلمات کی تردید کرنے لگتے ہیں۔ بغرض سہولت اس بحث کو بطریق قولہ اقول شروع کرتے ہیں۔

قولہ مرزا صاحب نے کئی ہزار روپیہ کا اشتہار دیدیا کہ جو کوئی اس کا (براہین احمدیہ کا) جواب دیگا اسکو دیے جاوینگے اس قسم کی تحریرات اور اشتہارات اگرچہ عوام الناس کو خوش کر دیتے ہیں مگر عالی ظرف اور متین اشخاص سخت حقارت سے دیکھتے اور ہنستے ہیں اسکی ضرورت نہیں ہے کہ فضول دعووں سے اپنی قابلیت منوائی جاوے...... الخ

اقول کیا یہ الٰہی حکم ہے یا آپ کے فرضی روح قدس کی یہ کوئی ہدایت ہے اگر یہ کوئی روح القدس کی ہدایت ہے تو آخر کب سے کیونکہ اس سے آپکی سابقہ خیالات کی تردید ہوتی ہے اگر ہماری بات کا یقین نہ ہو تو ذرا کرزن گزٹ کی ورق گردانی کرو۔ اپنی اس نکتہ چینی پر خود ہی تم نادم ہوگے منجملہ بہت سے موقعوں کے دیکھو گزٹ یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۲ کالم ۳ اسے پڑھ کر نہ صرف اس نکتہ چینی کی وجہ سے آپکو نادم ہونا چاہیے بلکہ اپنی خوش اخلاقی کی بھی ساتھ ساتھ داد دینی چاہیے اسموقعہ پر تمنے اڈیٹر پیسہ اخبار کو ان الفاظ میں مخاطب کیا ہے۔ "ہم علی الاعلان تجھے اور تیرے پردہ نشین حمائتیوں کو آگاہ کرتے ہیں کہ اگر ہماری کسی بات کا بھی جواب معتبر علماء اہل سنت کی اقوال سے دیدیا تو فی جواب سو روپیہ ہم تجھکو دینگے اور اگر تجھسے اور تیرے پردہ نشین حمائتیوں سے جواب بن آیا تو تو... پانچ روپیہ فی جواب حساب کرکے کسی انجمن میں داخل کردیجیو"

اب میاں حیرت ذرا آپ بتائیں کہ آپکے فرضی مبصر آپکے اس دعوی کو کس نظر سے دیکھتے ہیں آیا حقارت سے دیکھتے اور ہنستے ہیں یا نہیں آپ ان متضاد خیالات کو کسطرح سے تطبیق دے سکتے ہیں یہ یاد رکھیں کہ نہ صرف اسموقعہ پر بلکہ آیندہ بھی نظائر آپ کے متضاد خیالات کے ہم پیش کرینگے انکو تواتر تک پہونچا دینے کے واسطے تیار ہیں اور آپ ہرگز ہرگز انکی تطبیق نہ کر سکینگے اسلیے اب ہم اس بات کے منتظر ہیں کہ آپ خوش نصیبی سے اپنی اغلاط سے رجوع کرتے ہیں یا بدنصیبی سے اسی پر اڑے رہتے ہیں اور وہ جو اغلاط سے رجوع کرنے کی بات بڑی بڑی لن ترانیوں کے ساتھ دوسرونکو نصیحت کرتے ہوئے اپنی اُس قول کی کسدرجہ تک وقعت قائم رکھتے ہیں

قولہ آپ اپنی حالت ایسی بنائیے کہ خود لوگ آپکی طرف متوجہ ہوں نہ کہ آپ بالجبر بعض اپنا مرید اور معتقد بنانا چاہیں + آپ اپنے دلکی قوت بڑھاتے صبر اور استقلال پیدا کرتے تو آپ ولی اللہ بنجاتے خلق خدا آپکی طرف رجوع کرتی اور قدم دھو دھو کر پیتی +

اقول لوگوں کے خود بخود متوجہ ہونے یا نہ ہونے کی آپ کو کیوں فکر پڑ گئی کیا آپ کو اپنے وہ الفاظ بھی یاد نہ رہے جو مولانا شہید کی تائید میں حیات طیبہ صفحہ ۱۴۳ پر لکھے ہیں۔ "بہر حال یہ ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ دنیا میں جو انسان بھیجا گیا ہے خواہ ادنی بنا..... کی یا عالی بنا..... کی اسے ضرور قوانین قدرت کی مطابقت کرنی پڑتی ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم آخر الزمان نبی تھے اور یہ ہمارا عقیدہ ہے اگر آپ کی خواہش ہوتی تو بلا زحمت اُٹھائے بھی خدا میں یہ قدرت تھی کہ کفار کے دلونکو آپ کیطرف پھیر سکتا مگر منشاء الٰہی ایسا ہوتا تھا اسنے نبی اور سب سے پیارے نبی کو مجبور کیا کہ قوانین قدرت کی پیروی کرے اور اُنپر اسی طرح پابند ہو جیسے عام آدمی ہوتے ہیں یہ بڑی حکمت تھی اگر یہ بات نہ ہوتی تو دنیا کا انتظامی ڈھانچہ کبھی کا توڑ مروڑ کر پھینکا جاتا"۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۴۴ پر طویل بحث کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے "ہر کام بتدریج ہوتا ہے صدیوں کی خرابی صدیوں میں ہی دفعتہ ہو سکتی ہے یکایک کوئی سنگ لوح پر بیج ڈال نہیں سکتا اس امید پر کہ یہ بارآور ہو اور جسکا یہ خیال ہے وہ ہوا پر نقش کرنا چاہتا ہے"۔ اسی مضمون کے متعلق مسدس حصہ اول کا صفحہ ۶ بھی ذرا پڑھنا چاہیے جہاں سرسید اور حالی کو ہزاروں گالیاں دیکر یہی نتیجہ نکالا گیا ہے۔ اب رہی آپ کی وہ دلیل جو ۲۸ اپریل کے اخبار میں لکھی ہے یعنی یہ خیال کہ صلحاء سنۃ اللہ کے موافق ستائے جاتے رہے ہیں وہ مرزا صاحب پر صادق نہیں آتی یہ آپکی خوش فہمی ہے جسپر متوجہ ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔

قولہ مقدس اور معزز خطاب ام المومنین کا اپنی بیوی کے نام کے ساتھ استعمال نہ کرنے دو۔

اقول اگر اپنی طرف سے ایک حرف نہ لکھا جاوے اور مقدمہ تفسیر اور اخبار کے مختلف نمبروں کے بعض عبارتیں بعینہ لکھدی جاویں تو آپکی اس خوش فہمی کی بھی قلعی کھل جاتی ہے لیکن صرف ایک نظیر ہم دیتے ہیں جو گزٹ مورخہ ۸ مئی سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۳ کالم ۳ پر لکھی ہے اور وہ یہ ہے "روپیہ جو نہایت ذلیل چیز ہے اسکی خاطر تم تمام مصلحان قوم بلکہ کل انبیا علیہم السلام کی ماؤں اور عالم کے مجازی خالق پر یہ ظلم توڑتے ہو۔ حیف صد حیف"۔ کیوں میاں حیرت جبکہ ہر ایک عورت کو خواہ وہ تیلن تنبولن بھٹیاری سائیسنی سختنی قصائنی ترکون وغیرہ وغیرہ ہو جنکی حقارت تم اسی اخبار کے متعدد کالموں میں کرچکے ہو تمہارے نزدیک تمام مصلحان قوم بلکہ کل انبیا علیہم السلام جنمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں انکی ماں اور عالم کے مجازی خالق کہنا جائز ہے تو احمدی جماعت نے اگر اپنے پیشوا کی بیوی کو ام المومنین کہکر پکارا تو اس نے کیا گناہ کیا اور اس سے آپ کے کیوں مرچیں لگیں۔ اگر اس مختصر تحریر سے آپکے دلمیں کچھ اگر مگر باقی رہے تو خاطر جمع رکھیے پوری پوری خدمت بھی کیجاویگی اور وہ پردہ جو ابتک پڑا ہوا ہے بالکل اُٹھا دیا جاوے گا +

قولہ انجیل کے مسیح کو علانیہ گالیاں دیجاتی ہیں.... الخ

اقول سمجھ میں نہیں آتا کہ حیرت صاحب کے علوم متعارفہ کے موافق (جن علوم متعارفہ کا جابجا اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے) گالیاں کسکو کہتے ہیں ہم ان گالیوں کی حقیقت کا پردہ آیندہ ایک مفصل مضمون میں اچھی طرح سے اُٹھائینگے لیکن فی الحال صرف یہ دریافت کرتے ہیں کہ آیا وہ ذیل کی عبارت جو

سیرۃ الرسول کے صفحہ ۱۰۳ پر لکھی ہے آپ کے نزدیک گالیوں میں داخل ہے یا نہیں ۔" ہم اس رمز کو سمجھ گئے کہ آپنے (میور نے) اپنے خداوند مسیح کے مقابلہ میں یہ بات بنائی ہے جسطرح انکے خداوند حضرت یحیی کے وعظوں میں جاتے اور نصیحت کی باتیں سنتے سنتے خود جوش میں بھر کے منادی کرنے لگے اور آسمانی بادشاہت کا راگ گانے لگے تھے اسی طرح وہ اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرنے لگا مسیح علیہ السلام کی انجیلی حالت کو دیکھا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ فقرہ کہ آسمانی بادشاہت قریب ہے حضرت مسیح نے یحیی سے اُڑایا تھا ۔"

نیز یہ ذیل کی سرخیاں جو مقدمہ تفسیر کے صفحہ ۱۳۷ سے شروع ہوتی ہیں ۔ مثلاً "حضرت مسیح کا تشدد اور خونخواری"۔ "حضرت مسیح کا اخلاق"۔ "حضرت مسیح کی فرضی بخشش"۔ "حضرت مسیح اپنے نیک ہونے سے انکار کرتے ہیں"۔ "حضرت مسیح کا مایوسانہ اور خوف سے بھرا ہوا وعظ" وغیرہ وغیرہ آیا یہ گالیاں ہیں یا نہیں ہیں یہ دریافت کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ہم اس بارہ میں مفصل بحث کرنی چاہتے ہیں بہتر ہو کہ یہ معلوم ہو جاوے کہ جبری علوم متعارفہ کی رو سے گالیاں کسکو کہتے ہیں تمھاری تصانیف کے متضاد بیانات بابت کا فیصلہ نہیں کر سکتے کیونکہ جس قدر مغلظات گالیوں کا دفتر اُن میں ملتا ہے وہ شاید آجتک کسی اور کی تحریر میں ممکن ہی نہیں کہ مل سکے علاوہ ازیں بعض باتوں کو ایک جگہ تم گالی تعبیر کرتے ہو جب وہ کسی غیر کیطرف منسوب کی جاوے اور اپنے تئیں سمجھ رہا ہو جاتا ہے مثلاً گزٹ مورخہ یکم جون سنہ میں سرسید پر اسوجہ سے تبرا بھیجا ہے کہ انھوں نے صحابہ کو اونٹ چرانے والا کہا تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بیسیوں جگہ الفاروق اور سیرۃ محمدیہ میں صحابہ کو اونٹ چرانے والا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو کمبل پوش لکھا ہے اور اس موجودہ سلسلہ مضامین میں بھی اپنی خوش فہمی کی بانگی دکھائی ہے اور اپنی منہ زوری سے جا بجا بہت کچھ اسیارے میں کھینچ تان کی ہے کہ گویا نعوذ باللہ مرزا صاحب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں " اسوجہ سے کہ وہ اپنی جماعت علیحدہ بناتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنی جماعت کو محفوظ رہنے کا اعلان کرتے ہیں"۔ لیکن آپ کی ان لغویات سے ہوتا ہی کیا ہے ہزار پردے ڈالے جاویں لاکھ جتن کیے جاویں لیکن حقیقت چھپی نہیں رہتی ۔ آپ کے دلکی وہ حقیقی ظلمت جسے چھپانے کی بہت ہی کوشش کرتے ہو ہرگز ہرگز

چھپی نہیں رہ سکتی ہے تمھاری تحریر میں ہزارہا مقامات ایسے ملتے ہیں کہ اُن میں کھینچتان کرنیکی کچھ بھی ضرورت نہیں ہوتی ہے صاف طور پر واضح الفاظ میں رسول صلعم کی توہین کی جاتی ہے مثلاً سیرۃ محمدیہ میں اور اخبار میں سیکڑوں جگہ ایسی ہیں (منجملہ اُن کے گزٹ مورخہ ۹ دسمبر سنہ ۲ صفحہ ۲ کالم ۲) جہاں لکھا ہے کہ نعوذ باللہ "رسول صلعم کو کئی کئی وقت گذر جاتے تھے کہ جو کا دلیا بھی آپکو نہ ملتا تھا اور آپ بیٹ سے پتھر باندھ لیا کرتے تھے اور حضرت صدیق اکبر کی بھی یہی حالت تھی" یہ الفاظ کثرت سے اپنی تحریرات میں آٹھ جگہ لکھی ہیں اس سے ہر ایک شخص اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ یہ واقعہ خواہ درست ہو یا نہ ہو ایک مسلمان کا دل کب گوارا کر سکتا ہے کہ ان کلمات کو دُہرایا جاوے ہم اسکا انصاف محض حیرت صاحب پر چھوڑتے ہیں کہ آیا ایسی حرکتیں کرنیوالے رسول صلعم سے محبت رکھہ سکتے ہیں تمنے خود خلافت شیخین میں جہاں اُن حدیثوں کا ذکر کیا ہے جنسے شیعہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ شیخین نے اہل بیت سے بدسلوکی کی تھی طویل بحث کے بعد لکھا ہے کہ کیا کوئی شیعہ اپنی ماں باپ کا ذکر ان الفاظ میں کر سکتا ہے اسطرح سے اور انسی دل کے ساتھ اگر ان الفاظ پر نظر ڈالو گے تو خیال کر سکتے ہو کہ جب یہ الفاظ تمکو اپنے ماں باپ کے ساتھ استعمال کرنے میں تامل ہوگا تو رسول صلعم کے بیان میں تو ضرور ہی تامل کرنا چاہیے تھا لیکن نہیں اندرونی حالت کا عکس ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ اس مضمون کے متعلق چند نظائر میں اور دینا چاہتا ہوں جن سے آپکی اس سرکشی کا جو رسول صلعم کیطرف سے آپکے دلمیں ہے پورا پتہ لگتا ہے ۔

پہلی نظیر ۔ گزٹ مورخہ یکم مئی سنہ ۱۹۰۹ء میں رسومات کی بابت بحث کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ جو رسوم رسول صلعم نے نہیں کیں انکا کرنا سرکشی ہے لیکن جب حافظ نے خطا کی تو اُسے سلسلہ مضامین میں شادی بیاہ کے سہرے باندھنے کی رسم اور چندہ اور رسمونکو بھی جائز کر دیا اسکے علاوہ یکم فروری سنہ ۱۹۰۹ء کے گزٹ میں بھی ان رسومات کی تعریف کی ہے ان اختلاف خیالات کی وجہ معلوم کرنیکی جب ہمنے کوشش کی تو مضامین کے سیاق سے یہ معلوم ہوا کہ جسوقت نصیحت بازی کا شوق ہوا اُسوقت تو تمام رسوم وغیرہ کے ترک کرنیکی بابت زور دیا گیا ہے کیونکہ اس میں حرج ہی کیا ہوتا تھا زبان اور قلم ہی ہلانی تھی

لیکن جب دوسرے بعض پہلوؤں کا خیال غالب آیا اور عقل کی ایجادی قوت کی تعریف کرنے کی ضرورت پڑی نیز یہ خیال دامنگیر ہوا کہ کل یہی معاملات میرے ساتھ بھی پیش آوینگے تو اُسوقت اس نصیحت بازی کو بالائے طاق رکھدیا اور اسکا خیال نہ آیا کہ ایسی حرکت رسول سے سرکشی ہے ۔

دوسری نظیر وہ ہے جو مال و دولت اور مفلسی کے متعلق ہے مثلاً مسدس کے صفحات ۶۷ ۔ اور ۱۷۰ پر اور حیات طیبہ صفحہ ۶۰ ۔ نیز کرزن گزٹ مورخہ ۸ جون سنہ ۱۹۰۹ء پر تو اسیات کا اظہار ہے کہ رسول صلعم کی ہمیشہ غربت اور بے زر ہونے کی دعا تھی اور اس سے نفرت تھی اسلیے اگر رسول صلعم سے کسیکو محبت ہو تو اُسے اس دولت سے اسطرح بھاگنا چاہیے جسطرح کمان سے تیر لیکن جسوقت مقدمہ تفسیر لکھنے بیٹھے اُسوقت صاف الفاظ میں یہ کہدیا کہ دولت کی مذمت اور مفلسی قلانچ کرتے ہیں (دیکھو مقدمہ صفحہ ۸۷ ۵) کم اس موجودہ مضمون میں بھی ایسا ہی کیا ہے کہ مسلمانوں کے پاس دولت نہ ہونے اور انکی مفلسی کا رونا رویا ہے لیکن جسحالت میں کہ رسول صلعم کے ہمیشہ مفلس اور بے زر رہنے کی دعا تھی اور نعوذ باللہ آپ کیحالت بھی ایسی تھی کہ کئی کئی وقت کھانیکو نہ ملتا تھا اور حالی نے جو کچھہ دولت کمانے کی بابت کہا تھا وہ انکی غلطی تھی یا سرکشی تھی تو آپ نے کیوں اس قسم کی سرکشی اختیار کرنی شروع کر دی ۔

تیسری نظیر مولود شرک اور بدعت ہے (مسدس حصہ دوم صفحہ ۱۰) حیات طیبہ میں بھی اسپر بہت طویل بحث کی ہے لیکن کرزن گزٹ مورخہ ۲۳ مئی ۔ ۸ اگست نیز ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء میں اسکی تعریف موجود ہے حتی کہ یہ بھی لکھا ہے کہ ہم خود مولود کی مبارک تقریب میں گئے تھے کیا یہ رسول صلعم کی سرکشی نہیں ہے کہ ایک فعل کو ایکوقت شرک و بدعت کہدیا اور دوسری دفعہ بعض اغراض کیوجہ سے اسمیں شریک بھی ہو گئے اور مدح سرائی کے لیے موجود ۔

چوتھی نظیر ۔ گلستاں اور بوستاں کو دستور العمل بنانے کی لیے مسلمانوں کو بہت تاکید کی ہے (گزٹ ۲۳ فروری سنہ ۱۹۰۹) کیا قرآن اور حدیث کافی نہیں ہے جو ایسی سرکشی کرکے دوسرونکو بھی گمراہ کرنا شروع کیا ہے ۔

پانچویں نظیر ۔ الفاروق صفحہ ۱۰۳ حضرت عمر اور رسول صلعم میں جب بعض امور میں اختلاف ہوتا تو وحی کا فیصلہ عمر کے حق میں ہوتا تھا ۔

چھٹی نظیر حیات سعدی صفحہ ۹۵ پر لکھا ہے بہشت

اور دوزخ کے مسائل فضول اور لایعنی ہیں کیا یہی محبت رسول ہے جو ایسے کلمات منہ سے نکلتے ہیں۔

ساتویں نظیر بجائے اسکے کہ قرآن اور احادیث کی اشاعت کی جاتی تمنے انکی بجائے میری نصیحتوں کی سرخی سے مسلسل طویل مضمون لکھے تھے اور انکی بابت انتہا درجہ زور دیا تھا کہ انکو اپنا دستور العمل بناؤ اور جسطرح سے دہلی کے بعض بے ملک نواب اور شاہزادے اپنے ملازمین یا فرضی رعیت پر حکومت کرتے ہیں تمنے بھی جابجا لکھا تھا کہ میں بہت زور سے کہتا ہوں تمھیں اسپر عمل کرنا چاہیے اور میں یہ کرینگے واسطے تمکو حکم دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ کیا یہ رسول صلعم سے سرکشی نہیں ہے۔

آٹھویں نظیر وہ ہے جو آپنے بعض اسلامی مسائل کی تحقیر کی ہے جنکا قرآن شریف تک میں ذکر ہوا ہے مثلاً یہ کہ "تقدیر کا مسئلہ کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے" اور "طہارت جزو اسلام نہیں ہے" (مقدمہ صفحات ۶۳ و ۲۹۹) اسی طرح جیسے وضو وغیرہ کے مسائل پر بھی جا بجا ہنسی اڑائی ہے اسپر فرصت ملی تو ہم انشاء اللہ مفصل بحث کرینگے +

نویں نظیر وہ ہے جو آپ نے چھٹی نصیحت میں جو گزٹ مورخہ ۲ دسمبر سنہ پر بیان کی ہے لکھا ہے کہ "تمھارے آقائے نامدار نے اسبات کا فیصلہ کر دیا ہی کہ جو شخص مسلمانوں کی اہانت کرے وہ ہر گز مسلمان نہیں ہے" لیکن تمنے ہندوستان کے کسی مسلمان کو بھی نہ چھوڑا ایک ایک کو ایسے ایسے مغلظات گالیاں دی ہیں کہ شاید تیرہ سو برس میں کسی ایسے شخص نے جو ریفارمر ہونے کا بھی مدعی ہو نہ دی ہونگی اس کی پوری بحث بھی آئندہ اپنے موقعہ پر کرینگے۔

دسویں نظیر وہ ہے جو خلافت شیخین کے صفحہ ۲۳ کے پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے جہاں لکھا ہے کہ معاملات دنیا میں رسول صلعم سے بھی غلطی ہوئی ہے اور اس کا بیان صحیح احادیث میں موجود ہے"

تلک عشرۃ کاملۃ

یہ گستاخی جو تمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کی ہے بہت بڑی ہے اسوجہ سے کہ معلوم ہوتا ہے تمنے دیدہ و دانستہ اور عمداً یہ گستاخی کی ہے کیونکہ مقدمہ تفسیر کے صفحہ ۶۲ پر تمنے یہ لکھا ہے "ہادی انبیاکے سرتاج تیرا کوئی فعل کوئی کلام کبھی بغیر وحی کے نہیں سنا گیا تیرا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا کھانا پینا وحی کی آمیزش سے خالی نہ تھا ... الخ اب گویا اپنے قول سابقہ میں تمنے روح القدس یا رسول صلعم کی کچھ پروا نکی اور ہادی برحق صلعم کی غلطیاں گنوانے لگے کیا یہ سرکشی نہیں ہے۔

یہ مختصر اشارات تمھاری ہدایات کے لیے لکھی ہیں اگر تمھاری طرح سے فضول گوئی کی جاوے تو ہر ایک نظیر کے بیان کرنے اور اسپر تفصیل سے بحث کرنے میں کالم کے کالم سیاہ کر دیے جا سکتے ہیں + اب اس نمبر کو ہم آخری تحریک پر ختم کرتے ہیں اور یہ تحریک دراصل ایک عجیب لطیفہ ہے جو جبرت کی لغو تحریرات سے ہی پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم جبرت سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ تم جو مسلمانوں کی بھلائی اور بہبودی کی کوشش کرتے ہو کیا تم مجنون ہو اور مرزا صاحب پر جو تم کمربستہ ہوے ہو کیا یہ کسی اندرونی حسد کیوجہ سے ہے یا کچھ اور اسکا سبب ہے اگر اسکا جواب آپکی طرفسے نفی میں دیا جاوے یعنی یہ کہ نہ تم مجنون ہو اور نہ حاسد ہو تو پھر تمہارے ہی قول کے موافق تمھارے مسلمان ہونے میں شک ہے اور یہ بات خود تمھاری ہی منطق سے ظاہر ہوتی ہے اگر یقین نہ ہو تو ذیل کے موقعوں کو غور سے پڑھو (کرزن گزٹ مورخہ یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء صفحہ ۱ کالم ۲) "ہندکے مسلمانوں نے اسبات کا ثبوت دیدیا ہے کہ وہ مٹ کے رہینگے اور جو شخص انکے مٹنے سے بچانیکی کوشش کرے وہ مجنون ہے" نیز دیکھو کرزن گزٹ مورخہ ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۲ کالم ایک "ہندکے مسلمانوں میں حسد کا زہر دوڑ گیا ہے اور ایک متنفس بھی اس سے خالی نہیں ہے ہاں کمی بیشی کا فرق ممکن ہے اگر ایک مسلمان یہ کہتا ہے کہ میں حاسد نہیں ہوں تو ہمیں قطعی اسکے مسلمان ہونے میں شک ہو جاویگا۔ باقی آئندہ

(راقم ایک احمدی)

قرآن مجید کا عملی صورت میں نزول

معزز ناظرین! آپنے یہ خبر بعض اخبارات میں پڑھی ہوگی۔ ۷ مارچ کو بارش کے بعد ضلع گجرات موضع جمال تنا کے پاس انگریزات کا ایک بگولہ گذرا ہے جسنے تمام گاؤں کے جھونپڑوں اور گھروں کا صفایا کر دیا چھتیں اڑ گئیں اور دیواریں گر پڑیں راستہ میں جو درخت آیا کنواں یا مکان آیا بس اُسے اڑا دیا۔ یہ بالکل سچ ہے اور ہمسے چند ایسے لوگوں نے بیان کیا ہے جنھوں نے بچشم خود اس عذاب الٰہی کو دیکھا ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ قرآن مجید کا عملی صورت میں نزول ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے ہمنے صرف قرآن مجید ہی سے معلوم کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک بندہ کو اصطفا و اجتبا کا درجہ دیکر اسپر وحی نازل کرتا ہے اور وہ مامور ہوکر لوگونکو ہدایت کیطرف بلاتا ہے کچھ سعید الفطرت ساتھ ہوتے ہیں اور اکثر مخالفت پر کمر باندھتے ہیں اب ہمنے اپنی آنکھوں سے خدا کے برگزیدہ رسول کو دیکھ لیا اور وہ تمام ایمانی حصہ واقعات کے رنگ میں آگیا۔ ایسے ہی قرآنی آیات میں پڑھتے تھے کہ کسطرح عذاب آیا کرتے تھے کہ رات کو بھلے چنگے سوے اور صبحکو مردے پائے گئے سو اب ہمنے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ لیا۔ اللہ تعالے کی بڑی رحمت ہے کہ اسے اگلی باتونکو قصوں کے رنگ میں نہیں رہنے دیا بلکہ واقعات کیصورت میں دکھا دیا کچھ عرصہ ہوا ایک گروہ ایسا تھا جو **واصبحوا فی دارھم جثمین** پر اعتراض کیا تھا کہ یہ کسطرح ہو سکتا ہے اب تو یہ اعتراض اٹھ گیا۔ طاعون کی خوفناک تباہی سے کون آگاہ نہیں۔ آجکل ضلع گجرات کے مغربی حصہ میں بڑا بربادی بخش نظارہ پیش نظر ہے چنانچہ کل خبر ملی ہے کہ گاؤں کا گاؤں مردہ پایا گیا۔

استغفر اللہ باوجود ان باتوں کے بڑے سخت افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ مطلق خدا سے نہیں ڈرتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمپر یہ عذاب کیوں ہے **ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا** یعنی ہم عذاب نہیں بھیجتے جب تک کوئی رسول نہ بھیج لیں۔ پر نظر ہوتی تو انھیں فوراً سمجھ آجاتی۔ چونکہ مغربی (جنھیں ہم لہندے دے کہتے ہیں) نسبتاً جاہل اور اکھڑ اور سخت گیر ہیں اسلیے ہم حیران تھے کہ وہاں کسطرح مسیح موعود کے مقاصد کی تبلیغ ہوگی خدا نے عجیب رنگ میں تبلیغ کے سامان پیدا کیے ہیں اب ضرورت ہی اسبات کی کہ اسطرف کچھ البدر مفت جاری کرائے جائیں تاکہ انھیں معلوم ہو کہ ہمپر یہ عذاب کیوں ہے مشکل تو یہ ہے کہ وہ لوگ تعلیم یافتہ نہیں دوسرے ان میں اگر کوئی پڑھا ہوا ہے تو وہ ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ غیر مذاہب کی کتابیں نہیں دیکھنی چاہییں خیر پھر بھی اپنی طرفسے کوشش کرنی چاہیے + (احمدی گجراتی)

محبین حسین توجہ فرمائیں

اصطلاحات شیعہ میں یہ بات مشہور اور زباں زد عوام وخواص ہو رہی ہے + روزہ نماز بندگی تو فرض عین ہے + جنت اُسے ملے جو محب حسین ہے + بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے + زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے + شیعہ میں ہوادار اور محب اور مومن لازم ملزوم سمجھے جاتے ہیں + مسلمانوں میں قول فیصل...... صرف قرآن مجید ہی ہے اسکو حاکم اور عادل نہ سمجھنا ناحق کا جھگڑا بڑھاتا ہے۔ اگر قرآن شریف اور اسکے مطابق احادیث پر عمل کیا جاوے تو کوئی تنازع اسلام میں باقی نہیں رہتا۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے اسی مسلمہ قاعدہ کے مطابق لکھا ہے جو شخص جواب دینا چاہے وہ بھی اس قاعدہ سے باہر نہ ہو۔ محبت کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونہم کحب اللہ والذین اٰمنوا اشد حبًا للہ ولو یری الذین ظلموا اذ یرون العذاب ان القوۃ للہ جمیعًا وان اللہ شدید العذاب۔ اذ تبرا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا وراوا العذاب وتقطعت بہم الاسباب۔ وقال الذین اتبعوا لو ان لنا کرۃ فنتبرا منہم کما تبرءوا منا کذالک یریہم اللہ اعمالہم حسرات علیہم وما ہم بخارجین من النار پ ۲

اور بعضی لوگوں میں ایسے بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے شریک بنا کر اُن سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی کہ اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے حالانکہ مومن کی شان یہ ہے کہ اسکو اللہ تعالیٰ سے اشد درجہ کی محبت ہو۔ کاش یہ ظالم آج ہی وہ دن ملاحظہ کریں جو آیندہ کو عذاب دیکھیں گے تو معلوم کر لیویں کہ سارا زور اور تمام قوت اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے جبکہ مخدوم اور مطاع اپنے خادموں اور مطیعوں سے بیزار ہو جاوینگے اور عذاب دیکھ لیں گے اور سارے علاقے ٹوٹ جائیں گے اور خادم اور مطیع کہیں گے کاش اگر ہمکو پھر دنیا میں واپس جانا میسر آوے تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہوں جیسے آج یہ ہمسے بیزار ہو گئے ہیں۔ غرض اسی طرح انکو اللہ تعالیٰ انکے اعمال دکھلا دکھلا کر حسرت دلاوے گا اور وہ آگ سے نہیں نکل سکیں گے +

اب ذرا کھولکر بیان کرتا ہوں کہ بموجب آیت ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ انسان کا اصل کام اور بہبودی اور بھلائی اور کامیابی اسی میں ہے کہ ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھویا جاوے۔ لیکن دیکھو پھر بھی بعض ایسے بیوقوف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے برابر غیروں کو سمجھکر اُن سے لوگ ایسا محبت کا دم بھرتے ہیں اور اس قدر پیار جتلاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے کرنا چاہیے حالانکہ مومن کی اصلی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو جاوے اور اپنے معبود برحق قادر مطلق سے ایسا گاڑھا پیار اور اُنس اور تعلق پیدا کرے کہ باقی رشتوں میں کوئی نظیر اسکی نہ مل سکے افسوس ہے اور خود سمجھانے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ بھیجنے کے بھی وہ نہیں مانتے۔ کاش وہ ظالم جو حقوق اللہ چھین کر غیر اللہ کے گلے مڑھتے ہیں اُسوقت کو ذرا خیال میں لا دیں جس وقت عذاب الٰہی دیکھیں گے تو ابھی معلوم کر لیویں کہ واقعی اور حقیقی طور پر ساری طاقتیں اور قوتیں اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے اور اللہ تعالیٰ فی الحقیقت سخت عذاب کرنیوالا ہے جب دوسرے عالم میں مخدوم اور پیشوا لوگ جو لوگوں کا مال لوٹ لوٹ کر کھاتے تھے اور طرح طرح کی امیدیں اپنے مریدوں اور پیروں کو دلاتے تھے اصل حال دیکھکر اور قسم قسم کے عذابوں اور انواع انواع کی جواب دہیوں میں مبتلا ہو کر اپنے پیرؤں اور مریدوں خادموں سے بیزار ہو جاوینگے اور وہ سب بناوٹی رشتے اور علاقے اور نسبتیں جو جھوٹھ موٹھ ابھی طرح طرح موسوم اور منسوب کر رکھی تھی وہ سب ٹوٹ تاٹ جاویں اور مرید اور پیر اور محب لوگ یہ حال دیکھکر اور اپنی ساری خیالی امیدوں کو یاس اور نا اُمیدی سے بدلا ہوا ملاحظہ کر کے بہت ہی پچتائیں گے اور چلا چلا کر کہیں گے۔ کاش اگر ہمیں دوبارہ دنیا میں جانا میسر ہووے تو ہم بھی ایسے پیروں پیشواؤں سے ایسے ہی بیزار اور کنارہ کش ہو جاویں جیسے یہ لوگ آج ہمسے بیزار اور علیحدہ ہو گئے ہیں۔ غرض اسی طرح اللہ تعالیٰ پیر پرستوں۔ گور پرستوں۔ تعزیہ پرستوں۔ حسین پرستوں بلکہ ہر ایک قسم کے شرک و بدعت میں ملوث ہونیوالوں کو حسرت اور افسوس دلانے کے لیے آہستہ آہستہ سارے کے سارے اعمال باری باری دکھلاوے گا تاکہ انکو معلوم ہو کہ ہم نے کیسی بیوقوفی کی اور قرآن مجید کے احکام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اور اُسوہ چھوڑ کر کیا غضب ڈھایا۔ اور انکا آگ سے نکلنا ناممکن ہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ محبت اور پیار اور الفت اور اُنس کی دو قسم ہیں ایک تو اللہ تعالیٰ کی طرف۔ دوسری اسکی پیدایش اور مخلوق کے ساتھ بلکہ جب تک یہ دونو قسم کا اُنس جمع نہ ہو انسان انسان نہیں کہلا سکتا مگر ؎ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی + حقوق اللہ کو حقوق عباد سے کیا نسبت۔ ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ پیروں۔ اماموں۔ ہادیوں۔ مرشدوں۔ رہبروں کی محبت صرف نمونہ دیکھکر انکے قدم بقدم چلکر پروردگار عالم کی محبت میں کھویا جانا اور فنا ہو جانا انسان کا مقصود بالذات ہے نہ یہ کہ رہبروں۔ ہادیوں۔ اماموں۔ پیشواؤں کا ذکر و مذکور۔ ثنا خوانی اور مدح سرای۔ قصہ اور کہانی ایسے بیہودے اور ڈھنگ سے کی جاوے کہ صریح اللہ تعالیٰ کے احکام میں فرق آنے لگے اور ایک موٹی سمجھ کے آدمی کو بھی بظاہر اللہ تعالیٰ کی عدول حکمی دکھلا دیں۔ غرض اس تفسیر اور تقریر سے ایک مومن دانا اور مسلمان فہیم اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ محبت کے کیا معنی ہیں اور اسکا استعمال کسطرح کرنا چاہیے اور شیعہ جو محبت محبت کا وظیفہ ہر وقت کرتے رہتے ہیں وہ قرآن مجید اور رسول پاک اور اہلبیت اور صحابہ کے نمونہ اور اُسوہ کے مطابق ہے یا نہیں +

جی۔ ڈی۔ احمدی رہتاسی۔ ۱۴ اکتوبر سنہ ۰۳ء

فیضان احمدی

میں خدا تعالےٰ کو حاضر ناظر سمجھکر واسطے فائدہ مسلمان بھائیوں کے اس معجزہ کو بیان کرتا ہوں تاکہ کوئی بھائی فائدہ اُٹھا دے اور وہ یہ ہے کہ میری اہلیہ گیارہ سال سے ایسی بیماری میں مبتلا تھی کہ جس کے واسطے میں کئی حکیموں کی دوائیاں اور ڈاکٹروں سے علاج کرا چکا تھا مگر کوئی فائدہ کسی علاج سے نہیں ہوتا تھا اور میرے نانا صاحب بھی کامل حکیم تھے اور بندہ بھی طبابت و حکمت کے علم سے واقف ہے کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی۔ لیکن جب مولا کریم نے مجھے بذریعہ خواب و مطالعہ کتب مسیح موعود راہ راست دکھلایا تو بوقت بیعت خاکسار نے حضور میرزا غلام احمد صاحب کی خدمت میں پہونچایا اور اپنی اہلیہ کیواسطے بوقت بیعت عرض کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہفتہ وار ہمیں خط سے یاد دلاتے رہو یہانتک کہ تمھاری اہلیہ اچھی نہ ہو جاوے لہٰذا آج خداوند کریم نے حضور کا معجزہ دکھلایا اور میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا الحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار حکیم محمد قاسم فیول کلرک لالہ موسیٰ۔ ۲۰ مئی سنہ

مسدس

مشتمل بر پند و نصائح اہل تشیع۔ طبعزاد جناب حکیم احمد حسن صاحب احمدی متخلص بہ جرار مقیم کراچی۔ سلمہ اللہ الباقی

یاد کر حق کو اے غافل بھول مت اپنا جنم
قطرۂ آب منی ہے پھولتا ہے کیوں صنم
کیوں تبرے بولتا ہے یار کے سر کی قسم
دشمن اصحاب ہے دشمن نبی کا بے کرم
دم ز بوبکر و عمر ......عثمان و حیدر میزنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر مے زنم

لائق تعریف ہے اک وہ خداوند جہاں
نور سے جسنے بنایا نور فخر مرسلاں
احمد مختار فخر اولیں نور نہاں
عاشق و معشوق حق شاہ عرب شاہ زماں
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر میزنم
احمدی ام نعرہ اللہ اکبر مے زنم

چند روزہ زندگی جھگڑے میں کیوں کھوتا ہے تو
آخر غفلت کی چادر تنجیہ سوتا ہے تو
شبیر و اسد اللہ کے بیٹے کے پیے روتا ہے تو
گالیاں پاکوں کو دیکر کیوں ذلیل ہوتا ہے تو
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر میزنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر مے زنم

الفت حسنین کا ظاہر تو دم بھرتا ہے تو
پیٹ کر چھاتی و رخسار کیوں یونہی مرتا ہے تو
بی بیوں کے نام پر الزام کیوں دھرتا ہے تو
نام لیکر عام میں بدنام کیوں کرتا ہے تو
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر می زنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر مے زنم

حرم احمد مصطفیٰ کو گالیاں دیوے گا تو
بیجیا کچھ ہوش کر اپنا ہی کچھ کھوئیگا تو
روز محشر اس کیے پر کیوں نہیں روئیگا تو
جبکہ اصحاب نبی کا بھی عدو ہوئیگا تو
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر میزنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر مے زنم

کیوں جہالت کی چڑھی تجھپر غضب کی آتما ہے
کافروں کی مثل اک قصہ یہ تیری بات ہے
تو مثیل قوم عیسائی غضب ہیہات ہے
خون پر تیری ہی آنکھیں اور وہی سجات ہے
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر میزنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر مے زنم

چار کو اب یاد رکھ مت گالیاں دے بیکرم
چاروں قربان تھے محمد مصطفیٰ پہ دمبدم
چار کا کیا مرتبہ تو جانتا ہے اے صنم
نور تھے وہ نور تھے حق نیشنم حق کی قسم
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر میزنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر مے زنم

چار یار مصطفیٰ کا ذکر ہے قرآن میں
ساقی کوثر کے ساتھی چار ہیں رضوان میں
کہکے اللہ الصمد اللہ اکبر آن میں
خوب چاروں نے دکھائی جوہر اس میدان میں
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر می زنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر مے زنم

موسوی امت کو دیکھو چار کو دیکھو ذرا
مثل ان کے امت احمد کا بھی ہی مرتبا
عقلمندوں کے لیے کافی ہے اتنا تذکرا
دیکھ لے توریت میں بھی ذکر ان کا ہو گیا
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر میزنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر میزنم

سن لیا ہے تمنے لوگو کبریا کے واسطے
راہ سیدھی پہ چلو تم مصطفیٰ کے واسطے
ایک ہو جاؤ تم اب بس دلربا کے واسطے
دین میں مت تفرقہ ڈالو خدا کے واسطے
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر میزنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر می زنم

ایک تھا احمد محمد مصطفیٰ کا یار غار
یعنی حضرت بوبکر صدیق اکبر باوفار
نائب فخر جہاں فخر رسل کا غمگسار
جو رسول ہاشمی پہ جان و دل سے تھا نثار
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر میزنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر مے زنم

دوسرے حضرت عمر فاروق احمد کے غلام
قاتل کفار ابو حفص شیر حق عالیمقام
نور چشم مصطفیٰ حامی دیں دوئم امام
عاشق یزداں رہ مولی پہ قرباں تھا مدام
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر می زنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر می زنم

جامع القرآں ہیں عثمان ہی ابن عفان
تاجور پرہیزگار و متقی و باایمان
تیسرے وہ یار ہیں سن کھولکر کے دل کے کان
جنکو ذی النورین کہتے ہیں وہ ہیں فخر جہان
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر میزنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر مے زنم

سن وہ چوتھے شیر ز حیدر امام و پیشوا
صاحب علم و عمل وہ عارفوں کے مقتدا
چار ہیں یہ چار یار مصطفیٰ اے بیحیا
گالیاں مت دے انھیں یہ دین کے ہیں رہنما
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر میزنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر میزنم

احمدی جرار تیرے در پہ دیتا ہے صدا
اے خداوند جہاں مالک رحیم و کبریا
رحم فرما امت احمد پہ بہر مصطفیٰ
راہ سیدھی یا الہ العالمیں ہمکو دکھا
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر می زنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر مے زنم

جام احمدؐ

زندگی بخش جام احمد ہے / کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیا مگر بخدا / سب سے بڑھکر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا / میرا بستان کلام احمد ہے
ابن مریم کی ذکر کو چھوڑو / اس سے بہتر غلام احمد ہے

از حضرت مسیح موعود

امّۃ واحدۃ

قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ جس وقت خدا تعالیٰ کا کوئی خلیفہ مرسل یا مامور دنیا میں ظاہر ہوتا ہے تو اسوقت تمام لوگ اُمّۃ واحدۃ کے حکم میں ہوتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ بظاہر اُنکے اعتقاد اور عمل وغیرہ الگ الگ ہوتے ہیں لیکن بنیاد سب کی ایک مشترک اصول پر ہوتی ہے۔ موجودہ زمانہ اسبات کے ثبوت کے لیے ایک زندہ مثال ہے۔ اسوقت اگرچہ بظاہر مسلمان۔ عیسائی۔ آریہ۔ ہندو۔ سکھ وغیرہ الگ الگ مذہب رکھتے ہیں اور اس لحاظ سے اُن کے اعمال اور عبادات کی بھی بظاہر الگ الگ صورتیں ہیں لیکن سب کا میلان اسطرف ہے کہ دین اور مذہب کے اصولوں کی پابندی کو بالائے طاق رکھکر جسطرح ہوسکے روپیہ حاصل کرکے دوسری قوموں کے بالمقابل عروج حاصل کرے اور اسلیے ہر ایک قوم اور فرقہ دن بدن اپنے مذہب کے اصولوں سے ہٹکر عیسویت کی طرف کھچا جارہا ہے وجہ اسکی صرف یہ ہے کہ ان تمام مذاہب کے نزدیک اسوقت نصاریٰ صاحب اقبال و دولت ہے اور صاحب عروج قوم ہے۔ پس سب کے دل میں یہ سماگئی ہے کہ جسطرح ہو انھیں کے قدم بقدم چلکر اس عروج کو حاصل کرے اور چونکہ نصاریٰ نے خواہشات نفس کے حصول مذہبی قیدوں اور پابندیوں کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا ہے اور اگر کیا بھی ہے تو برائے نام صرف قومی اجتماع کے لحاظ سے نہ کہ مذہب کے لحاظ سے اسلیے سب نے مذہب کو قومیت کے رنگ میں بدلدیا ہے اور حقیقی اتقا اور پرہیزگاری مطلق نہیں رہی۔ رشوت چوری۔ خیانت۔ ظلم وغیرہ عیوب سے اگر اسوقت کوئی شخص بچا ہوا ہے تو وہ اسلیے نہیں کہ خدا کو راضی کرے یا اُسکے عذاب سے ڈر کر بچتا ہے۔ بلکہ ہم اپنے ہم نشینوں۔ قوم برادری میں بدنام ہونے۔ حکام اعلیٰ کی نظروں سے گرجانے سے یا تعزیرات ہند کے واقعات کے ماتحت سزا پانے سے خائف ہوکر عیب سے باز رہتا ہے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ پھر اس مذہب تمام لوگوں کا کیا ہوا تو اُسکا وہی جواب ہے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی دفعہ بتلایا ہے کہ اسوقت تمام مذہب دہریت ہے اور کوئی فرقہ اور قوم اس سے نہیں بچا ہوا +

(باقی آیندہ)

مرزا حیرت کی نصائح کی حقیقت

نمبر ۴۔۵

اس سلسلہ مضامین میں حیرت صاحب نے یہ نیا طرز اختیار کیا ہے کہ بقول خود ہمدردی کے تقاضا سے شروع کیا ہے لیکن جب ہم حیرت صاحب کی سوانح زندگی پر عمیق نظر ڈالتے ہیں اور اسکو جس پہلو سے دیکھتے ہیں نہایت ہی دلچسپ سرگذشت معلوم ہوتی ہے اور جس سے انکی ہمدردی کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے نیز انکے طرز و انداز اور اخلاق و علم پر پوری روشنی پڑتی ہے۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء میں جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام دہلی میں رونق افروز ہوئے تھے حیرت صاحب نے ایک اشتہار (جسکی نقل علیحدہ دیجاتی ہے) دیکر یہ ظاہر کیا تھا کہ پے در پے کے الہام ربانی نے مجھے یہ تعلیم کی ہے کہ میں سچے مسیح موعود ہونیکا مدعی بنوں اور میرے سوا اگر کوئی اور دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ اول تو اس اشتہار سے ہی چھچھورا پن پایا جاتا تھا اسکے علاوہ بھی انہوں نے حضرت کے در دولت پر جاکر چند ایسی طفلانہ حرکتیں کیں جن سے انکی طرف خطاب کرنے کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ اسکے بعد ۵ا جولائی ۱۹۰۸ء کے چودہویں صدی اخبار میں ایک مضمون (جسکی نقل علیحدہ درج ہے) لکھا جسمیں یہ ظاہر کیا کہ نعوذ باللہ مرزا صاحب مجنون۔ پاگل۔ مخبوط الحواس ہیں اور انکی تحریرات پولوس کے خطوط کی نقل ہیں اور اسکے حواس خمسہ میں فرق آگیا ہے ۔۔ جہانتک مجھے علم ہے میں کہہ سکتا ہوں ہماری جماعۃ میں سے کسی نے بھی انکی ان تحریرات پر کچھ التفات نہ کی اور ایسے سخت شرمناک اور مکروہ تحریر پر توجہ ہی کیا کرنی تھی ایسے ناشایستہ اور بازاری مضامین کیطرف متوجہ ہونا جس سے لکھنے والے کے وسیع اخلاق اور اس سرچشمہ کا پورا پتہ لگتا ہے جہاں سے یہ الفاظ نکلے ہیں انتہا درجہ حماقت ہوتی اسی لئے کسی نے توجہ نہ کی۔ اب ۲۳ اپریل کے مضمون میں وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے انکو دلی ہمدردی ہے اسوجہ سے وہ خاموش نہ رہ سکے اور یہ پاک سلسلہ شروع کیا ہے کہ مرزا صاحب اسسے فائدہ اٹھادیں۔ ان مذکورہ بالا واقعات کے معلوم ہوجانیکے بعد ایک ثالث حیرت صاحب کے اس اشتہاری ہمدردی کی حقیقت کو خوب طرح سے سمجھ سکتا ہے اور حیرت صاحب بھی اس ہمدردی اور غمخواری کی بابت اسبات سے انکار نہیں کرسکیں گے کہ وہ اپنی ہی مسدس کے مفصلہ ذیل فقرے کے مصداق ہیں + نہ غمخوار ہیں بلکہ خونخوار ہیں وہ + نہ یا مدد کسی کے نہ دلدار ہیں وہ + وہ غافل ہیں لیکن نہ بیدار ہیں وہ فقط راہ کیجئے طلبگار ہیں وہ + نہ مطلب ہے کچھ راہ و تلقین سے انکو۔ غرض ہے نہ حجت دیں سے انکو + نہ مخلص ہیں ہرگز نہ بندے خدا کے + نہ معدن ہیں وہ خلق صدق و صفا کے وہ شہرت کے طالب ہیں بندے ریا کے + عدو شرم کے اور دشمن حیا کے الخ۔ حیرت صاحب اسی ۲۳ اپریل کے پرچہ میں لکھتے ہیں کہ کئی مہینے ہوئے کہ ہم نے پنجاب کے کسی شہر میں مرزا صاحب سے منہ بمنہ کچھ باتیں کرنیکے لئے لکھا تھا انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ لیکن اپنی غلط کاریوں اور اخلاقی کمزوریوں کیوجہ سے اپنے لئے مصائب کا دروازہ کھول لیا تو یہ سلسلہ شروع کیا گیا + ۔۔۔۔۔۔ اسمیں شک نہیں کہ مرزا صاحب کا حیرت صاحب کو منہ نہ لگانا انپر سخت درجہ شاق ہوگا۔ لیکن وہ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ آیا وہ استقابل ہیں کہ انکی طرف خود حضرت صاحب توجہ کرتے + اول ۱۹۰۱ء میں مسیحیت کا دعویٰ کرکے مرزا صاحب کو سوپشت کا جھوٹا کہکر پکارا پھر ۱۹۰۷ء میں ایسے ایسے مکروہ الفاظ سے یاد کیا کہ الامان اب ۱۹۰۸ء میں ہمدردی کا اظہار کردیا۔ اگر حیرت صاحب اپنی اس تمام حالت پر تاریخی پہلو سے نظر ڈالکر (کیونکہ تاریخی بحثیں کرنے پر آپ کو بہت زعم ہے) اس ابتدائی دعوے سے رجوع کرتے نیز ان بازاری اور ناشایستہ الفاظ سے بھی رجوع کرکے انکو واپس لیتے اور یہ اقرار کرتے کہ میں نے اپنی حالت اب سنوار لی ہے اور مجھے آپ سے دلی ہمدردی ہے اب آپ سے منہ بمنہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں تب تو وہ استقابل ہوسکتے تھے کہ انکی بات پر کسیقدر توجہ کیجاتی لیکن جو کچھ ان کو کہنا تھا وہ اب آپ کہہ چکے ہیں اور ہمیں اسبات کا موقع ملا ہے کہ ہم ان بیانات کو جانچیں کہ وہ کس پایہ کے ہیں اسیوجہ سے یہ سلسلہ انکی خاطر سے شروع کیا ہے + جبکہ ہم حیرت صاحب کے دعاوی کی بابت جو وقتاً فوقتاً انکی زبان و قلم سے نکلے ہیں غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے زمانہ سازی کو خوب طرح نبھایا ہے اور مختلف موقعوں پر خوب گرگٹ کیطرح سے رنگ بدلے ہیں اول ۱۹۰۱ء میں مسیحیت کے مدعی بنے اور نہایت ہی زور شور سے اسکا دعویٰ کیا اور اپنی اخلاقی قوت کا اسطرح سے ثبوت دیا کہ دوسروں کو سوپشت کا جھوٹا اور دجال کہکر پکارا پھر ۵ا فروری ۱۹۰۲ء کے کرزن گزٹ میں لکھا کہ مجھے بطور الہام یہ بات بتلائی گئی ہے کہ میں خدا تعالےٰ کے کام کیلئے چن لیا گیا ہوں مجھے فہم سلیم عطا کیگئی ہے میرے دل و دماغ کو نور نے منور کردیا ہے اسیکی نظر توجہ ہے کہ دو چار الٹے سیدھے جملے لکھ لیتا ہوں مقدمہ تفسیر القرآن اسیکی تائید سے لکھا ہے دوستو یہ کوچہ ہی دوسرا ہے اسے وہی سمجھ سکتے ہیں جنہیں معرفت اور حقیقت کا کچھ علم ہے۔ قدر ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی ۔۔ اب ناظرین غور کرسکتے ہیں کہ اس دعوے میں اور ۱۹۰۱ء والے دعوے میں کسقدر زمین و آسمان کا فرق ہے،

پرچہ ۵ا جولائی ۱۹۰۳ء کے کرزن گزٹ میں لکھا ہے جو لوگ ہماری نسبت خیال رکھتے ہیں کہ ہم کچھ بننے والے ہیں انکو خیالات بے سرو پا ہیں - مرزا غلام احمد کے بعض نافہم مریدوں نے یہ اڑا دی ہے کہ حیرت کوئی دعوی کرنے والے ہیں ہمیں نیا ڈہکوسلا نکالنے اور اپنے سردار و امام سے بغاوت کرنے اور دین و دنیا میں روسیاہ ہونیسے کیا ملیگا اگر ہم ایسا سلسلہ جاری کرتے اور ہندوستان میں چکر لگاتے تو سال دو سال ہی کے عرصہ میں دو تین لاکھ آدمی ہمارے مرید ہو جاتے ۱۱ اب ناظرین خیال فرما سکتے ہیں کہ پہلے تو مسیحیت کا دعوی زور سے کیا گیا ہے اور پہر دروغگو را حافظہ نباشد کے موافق اسمیں ترمیم* کیگئی ہے اور آگے بڑھ کر جب ۱۹۰۳ء میں قدم رکھا تو اس قسم کے دعویکا نام ڈہکوسلا اور روسیاہی کا باعث بنا دیا + ان تحریرات کو مد نظر رکھ کر ہم حیرت صاحب سے چند سوالات کرتے ہیں امید ہے کہ .... حیرت صاحب انکا .... ہی جواب دینگے اور ہماری غرض ان سوالات سے صرف یہ ہے کہ اگر حیرت صاحب واقعی ہمارے ہمدرد ہیں تو ہم بہی انکی ہمدردی کی قدر کرنیکے واسطے تیار ہیں لیکن جب تک وہ ہمارا اطمینان نہ کردیں گے نہ اسوقت تک انکی ہمدردی کے قدر ہو سکتی ہے اور نہ انکی نصائح سے کسی قسم کا فائدہ پہونچ سکتا ہے +

(۱) جو دعوے آپنے ۱۹۰۱ء میں کئے تہے آیا اب آپ انسے بالکل دست بردار ہو گئے ہیں یا انمیں کسی قدر ترمیم کی ہے - کیونکہ اس تحریر کے بعد پہر کسی اور تحریر میں آپنے ان دعاوی کا ذکر نہیں کیا ہے اور یہ ترمیم یا قطعی دست برداری خود بخود کی ہے یا اسکی بابت آپکو ہدایت ہوئی ہے -

(۲) آپ نے ۵ا جولائی ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں اس قسم کے دعوونسے انکار کرکے انہیں ڈہکوسلا کہا ہے اور ایسا کرنے والے کو رسول صلعم سے باغی اور روسیاہ بیان کیا ہے آیا آپکے خیال میں یہ روسیاہی ۱۹۰۱ء والے اشتہار کیوجہ سے آپکے منہہ پر پڑتی ہے یا نہیں - اس سوال کا جواب براہ مہربانی زیادہ وضاحت سے دیویں کیونکہ ہم لوگ خود آپکے ہی قول کے موافق نافہم ہیں اور ہماری سمجھہ میں یہ بات نہیں آتی ہے کہ ۱۹۰۱ء میں تو آپنے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تہا اور اب آپ اسے ڈہکوسلہ اور روسیاہی کا باعث کہتے ہیں اور ایک نئی طرز کا دعویٰ کرکے یہ لکہتے ہیں کہ ہم نے یہ دعوئی پہلے بہی کیا ہے اور اب بہی کرتے ہیں کہ ہمیں ایسے شخص کی آواز آتی ہے جو دکہائی نہیں دیتا بہت سے معاملات میں خاص خدا کیطرف سے ہدایت ہوتی ہے (کرزن گزٹ مورخہ ۱۵ و ۲۳ جولائی ۱۹۰۳ء)

(۳) ۱۹۰۱ء کے چودہویں صدی والے مضمون میں جو حاشیہ پر نقل کیا گیا ہے آپ نے جن الفاظ سے مرزا صاحب کو یاد کیا تہا آیا یہ الفاظ ایسے ہیں یا نہیں جو اخلاقی کمزوری پر دلالت کرتے ہوں اگر نہیں تو براہ مہربانی ایسے الفاظ کی تشریح کردیں جنکے استعمال کرنے والے کو کمزور اخلاق اور غلط کار کہہ سکتے ہوں

(۴) اب جو الفاظ آپنے مرزا صاحب کی بابت استعمال کئے ہیں وہ ان خیالات کے برخلاف ہیں جو ۱۹۰۱ء میں آپنے ظاہر کئے ہیں آیا ان دونوں موقعوں پر آپکی تائید روح القدس نے کی یا نہیں -

(۵) آپکے سابقہ بیان کے موافق مرزا صاحب کی تمام تحریرات پولوس کے خطوط کی نقل تہی اور جن تحریرات کا آپنے موجودہ مضامین میں ذکر کیا ہے وہ آپکی پہلی تحریر سے بہت پہلے شایع ہو چکی تہیں اب جو خیالات انکی بابت آپ نے ظاہر کئے ہیں وہ سابقہ تحریر کے مخالف ہیں سو کونسی تحریر آپ کی روح القدس کے ذریعہ سے ہوئی تہی ++

سوالات تو اسکے متعلق اور بہی ابہی بہت سے دریافت کرنے باقی ہیں لیکن فی الحال اسیقدر کافی ہیں اگر انکا با ثواب جواب ملکر اطمینان ہو گیا تو پہر وہ باقی اور سوالات بہی بیان کرکے اطمینان کرلیا جائے گا - اور جسوقت اس قسم کی تمام باتوں میں ہمارا اطمینان ہو جائے گا تو ہم کو آپکی نصیحتوں پر عملدرآمد کرنے سے بہی انکار نہ ہوگا بلکہ آپکی اور ساتھہ ہی ہمدرد اور ناصح کی بہی بہت کچھ قدر کریں گے لیکن یہ شرط ہے کہ آپ ہمارا اطمینان پہلے پورے طور پر کر دیں

اب قبل اسکے کہ ہم حیرت صاحب کی ہمدردی کی اور زیادہ جانچ کریں یا انکی غلط فہمیونکی اصلاح کریں پہلے یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ آیا انہوں نے یہ طولانی سلسلہ شروع کرنیسے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات کی بابت کچھہ تحقیقات بہی کی ہے یا نہیں اور براہین احمدیہ اور ان اشتہارات کا جنکا حوالہ ..... دیا ہے مطالعہ کیا ہے یا نہیں - اسبات کے جانچ کرتے ہوے ہمیں نہایت ہی افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے سرسری طور پر بہی انکا مطالعہ نہیں کیا ہے اور اسیوجہ سے بعض نہایت ہی فاش غلطیاں کی ہیں چنانچہ وہ لکہتے ہیں "وہ کتاب (یعنے براہین احمدیہ) نظر ثانی کی محتاج تہی اور ہے مرزا صاحب نے اسکی کمزوری پر خیال نہ کیا بلکہ اسکی اشاعت نے انکے دل میں یہ بات پیدا کردی کہ جو کچھہ لکہا گیا ہے وہ الہام سے لکہا گیا ہے اسی یقین پر بہروسہ کرکے کئی ہزار روپیہ کا اشتہار دیدیا کہ جو کوئی اسکا جواب دے اسے **دس ہزار** یا اسی کے **قریب** روپیہ دیئے جائیں گے" ان مذکورہ بالا فقرات سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حیرت صاحب نے اس کتاب کو پڑھا نہیں ہے صرف سنکر یہ رائے قائم کی ہے اگر پڑہا ہوتا تو وہ ایک تو یہ غلط فہمی نہ کرتے کہ کتاب کی اشاعت کے عرصہ کے بعد حضرت صاحب کو خیال پیدا ہوا اور یہ انعامی اشتہار دیدیا - کیونکہ اشتہار بعد میں دیا گیا یہ انعام وغیرہ کا ذکر تو کتاب کے شروع ہی میں جلی قلم سے لکھا گیا ہے بلکہ پہلی جلد میں تمام مضمون ہی یہ ہے - دوئم اسمیں یہ تین باتیں شکی لکھی ہیں اول **کئی ہزار** - دوئم **دس ہزار** سوئم **اسی کے قریب** روپیہ دئے جاویں گے - بہلا جو کسی کتاب کو اسقدر غور سے پڑھتا ہے کہ اسے اس کتاب کی کمزوریونسے واقفیت ہو جاتی ہے کیا وہ ایسی ہی شکی باتیں لکھہ سکتا ہے + افسوس حیرت صاحب نے کتاب کا صرف نام سنکر رائے لکھہ ماری اور اسے ذرا بہی کہول کر نہ دیکہا - بات دراصل یہ ہے کہ ہاتہی کے دانت دکہانے کے اور ہوتے ہیں اور کاٹنے کے اور ہوتے ہیں کاش انکو اپنا ہی مفصلہ ذیل قول جو مسدس میں لکہا تہا یاد ہوتا اور وہ ایسا کرنے سے شرماتے -

کتابوں کا بس نام نوک زبان ہے + نہ مطلب کچھہ اسسے جو اسمیں نہاں ہے
سمجھنے کی اسکے نہ تاب و تواں ہے + نہ پڑہنے میں اسکے زباں کچھہ رواں ہے
فقط نام سننے سے رائے لگا دی + نہ جانا کہ ہے فلسفہ یا ریاضی

حیرت صاحب پہر لکہتے ہیں "دو کہ مرزا صاحب نے اپنی کامیابی کی ترکیب یہ سوچی کہ ایک اشتہار جاری کیا کہ جو شخص ہمارا مرید ہو جائیگا وہ **طاعون** سے نہیں مریگا اور اس سے زیادہ لا یعنی ہوتا ہے" ان فقرات کے لکہنے کے بعد اپنی قابلیت دماغی سے یا بقول خود اپنے مضمون کا پہس پہساپن دور کرنے کی غرض سے طولانی نکتہ چینی کرنے کے بعد یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس اشتہار میں گویا رسول صلعم پر حضرت صاحب نے حملہ کیا ہے اور اپنی وجاہت قائم کی ہے جسکی یہ دلیل دی ہے کہ آپکا مرید تو **طاعون** سے بچسکتا ہے اور شہنشاہ عرب و عجم کا امتی نہیں بچسکتا ہے + ہمیں حیرت صاحب کے ان بیانات کو پڑھ کر ان پر رحم آتا ہے اسوجہ سے کہ جان بوجھہ کر یہ انصاف کا خون کرتے ہیں کاش انہوں نے کشتی نوح کو جو قادیان سے انکے پاس بہیجی گئی تہی پڑہا ہوتا تو ایسی لغو راے ظاہر کرنیکی نوبت نہ آئی ہوتی کیونکہ کشتی نوح کے پہلے ہی صفحہ میں لکھا ہے "وہ کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں ایک آسمانی رحمت کا نشان دکہا دے سو اس نے مجہے مخاطب کرکے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گہر کی چار دیواری میں ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچی تقوی سے تجہہ میں محو ہو جائے گا وہ سب **طاعون** سے بچائے جائیں گے + اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ

* ہم نے صرف اسیقدر نظائر پر اکتفا کیا ہے ورنہ اس قسم کے دعوے اور بہی مختلف مقامات پر کئے گئے ہیں جنمیں بہی خوبی ہی کہ ایکدوسرے کے مخالف ہیں اگر ضرورت ہوئی تو ان سب کا

کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے ...... الخ
اسکے بعد حضرت صاحب نے موٹے حرفوں سے اپنی تعلیم کو یوں دکھایا جسکے حرف حرف سے رسول صلعم کا خادم ہونا ثابت کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ دو جگہ میں ایسا ہوں

تو سوچ کہ کیا مرتبہ ہے اس پاک رسول کا جسکی غلامی کی طرف

میں منسوب کیا گیا ہوں"۔ اے حیرت نہایت افسوس ہو تمہاری حالت پر اگر تمنے ہمارے طاعون کے متعلق تحریرات پڑہی ہوتیں تو تمکو معلوم ہو جاتا کہ اسکے ایک ایک شوشہ سے رسول صلعم کی عظمت ثابت ہوتی ہے اور انکا ایک ایک فقرہ آنحضرت کا اظہار کرتے کہ دیکھنا سخت ناانصافی ہوگا اور مرزا صاحب کے ساتھ سخت سوء ادبی ہوگی کہ انکا ...... یہ کام بدبختی پر دلالت کرتا ہے اس عبارت ہی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ لکھنے والیکے قلب کی کیفیت کیا ہی ہو گی یہ برجستہ جملے پڑہنے والیکے دل پر فوری اثر کرتے ہیں ہم بڑی سرگرمی سے مرزا صاحب کی اس دلسوزی پر جو انہیں اسلام اور حضور انور صلعم سے ہے دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ غرض اس سے کوئی بھی نہیں انکار کر سکتا ہے کہ مرزا صاحب کے دل میں اسلام کی سچی محبت ہے اور فخر دو جہان امی نبی صلعم کو جن تعظیمی الفاظ سے یاد کرتے ہیں وہ الفاظ خود اسبات کی شہادت دیتے ہیں کہ مرزا صاحب سچ سچ **غلام احمد** ہیں۔ یہ آپ کے ہی الفاظ ہیں جو اس مضمون میں دوسری جگہہ لکھے ہیں لیکن طاعون والے مضمون کو نہ پڑھنے کیوجہ سے اس غلط فہمی میں تم مبتلا ہو اور کہدیا کہ نعوذ باللہ رسول صلعم کے مقابلہ میں وجاہت قائم کی ہے" اور اسبات کی بہی شرم نہ آئی کہ آپکے ان دو قولوں میں زمین و آسمان کا فرق اور سخت درجہ تناقض ہو جاتا ہے۔ اے عقلمند کیا وہ شخص جو بقول تمہارے حضور انور صلعم کی حمایت میں کتابیں لکہتا ہو جنسے یہ معلوم ہوتا ہو کہ اسکے قلب کی ہی ایسی ہی حالت ہوگی۔ اور جو دلپر فوری اثر کرتی ہوں اور جسے حضور صلعم اور اسلام سے دلسوزی ہی ہو اور جسنے مخالفوں کے حملوں کا جواب دینے کیواسطے اپنے تئیں وقف کر رکھا ہو جسے اسلام کی سچی محبت ہو۔ کیا اس شخص کو یہ بہی ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ رسول صلعم کے مقابلہ میں اپنی وجاہت قائم کرے اور اسکے دلمیں رسول صلعم کا اتنا بھی ادب نہ ہو جیسے اردو پر سفیدی۔ کیا متضاد باتیں کبھی ایک جگہہ جمع ہو سکتی ہیں۔ کاش تمہیں خدا سمجھ دے اور تم اپنی لن ترانیوں اور ہمہ دانی کے خیال کو دماغ سے نکال ڈالو مہربانمن تمہیں چاہیئے کہ پکے اصولوں پر قائم ہو تا کہ تمہارے بیانات میں تناقض نہ ہوا کرے۔ تمہاری عبارت بد مزا اور پھسپھسی ہو تو بلا سے زبان اور الفاظ میں لوچ نہ ہو تو بلا سے یہ عیب تمہارے نزدیک حکیم نور الدین صاحب کی تحریر میں ہے اگر یہ تم میں بہی ہو جاویں تو کچھ حرج نہیں

لیکن تم اگر اور زیادہ نہیں تو انکے شاگردوں جیسے تو ہو جاؤ جنکے کلام میں تناقض نہیں ہوتا ہے جنکی تحریرات صحیح واقعات پر مبنی ہوتے ہیں اور دعوؤں کے ساتھ دلائل ضرور بیان کیا کرتے ہیں اگر بتدریج اسکا خیال رکھو گے تو پھر ضرور تمہاری تحریر بہت سے عیبوں سے پاک ہو کر خوشتر ہوگی اور یہ جو قدم قدم پر ٹھوکریں لگتی ہیں انسے محفوظ رہو گے۔ تمہیں تعلیم دینی کی غرض سے اس سلسلہ میں صرف انہیں مضامین کے تناقض سے تمہیں آگاہ نہیں کیا جائے گا بلکہ اگر فرصت ملی تو انشاء اللہ تعالے اجنطر جیسے ایک کتاب کی جو بقول خود قرآن وحدیث سے تم نے مستنبط کی ہی حقیقت ظاہر کی ہے اسی طرح اور باقی بیہودہ اور مہمل تصانیف کی حقیقت بہی تمپر ظاہر کرتے جائیں گے لیکن ہمارے اس بیان سے تم گھبرا نہ جانا کہ کہیں تمہاری تصانیف حاجی بابا اصفہانی الف لیلہ شہرزاد۔ الف لیلہ دینازاد۔ زیادہ علاوہ فسانہ عبرت انگیز اور ریپر یا بارنغ اور دوسرے ناولوں کا جنکے مصنف ہونیسے ہی اب تم کو شرم آتی ہے کچھ ذکر کرینگے بلکہ ان تصانیف کی قلعی کہولیں گے جنپر تم کو بہت بڑا ناز ہے اور بقول تمہارے وہ **روح القدس** کی تائید سے لکہی گئی ہیں جنکی وجہ سے تم بالکل آپے سے باہر ہو گئے ہو۔

اب ہم پہر اپنے مضمون کے اسی سابقہ سلسلہ کیطرف رجوع کرکے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حیرت صاحب اسی ۲۳ اپریل کے مضمون میں ایک جگہہ لکہتے ہیں کہ "سمجھ میں نہیں آتا کن کن مناسبتوں نے اپنکو مثیل مسیح قرار دیا ہے"۔ سو حضرت آپکی سمجھ میں کیوں آنے لگا ہے جبکہ آپکو تحقیق کرنیکی ضرورت ہی نہیں اور نہ اسبات کی ضرورت ہے کہ ٹھنڈے دلسے پہلے کسی معاملہ پر اچھی طرحسے غور کرو اور وہ دلائل جو کوڑہ مغزوں کو سمجھانیکے لئے متعدد مرتبہ شائع ہو چکے ہیں انکو پڑہو۔ مشفق من آپکو ہمدردانہ طور پر کہتا ہوں کہ آپ پہلے ان تمام دلائل کو اچھی طرحسے پڑہ لیویں اور پہر اسپر جو کچھ چاہیں لکہیں لیکن آپکی قابلیت بلند حوصلگی یا عالی دماغی اور بلند پروازی کب اسباتکی متقضی ہو سکتی ہے کہ ان عبارتوں کو ٹھنڈے دلسے پڑہو تمپر تو تمہارا ہی قول خوب صادق آتا ہی جو مسدس میں مفصلہ ذیل الفاظ میں ہے

وہ جبکہ قدرت نہیں تم میں اتنی ✤ عبارت کو تم پڑہ سکو صاف انکی
تو پھر رائیں سب ہیں تمہاری نکمی ✤ ثبوت ہر امر کا تمہارا ہے ردی
تو دعوا سمجھنے کا کرتے ہو کیوں تم ✤ تخالف میں دم انکو بھرتے ہو کیوں تم
جہالت کی ہیں یہ تمہاری ادائیں ✤ اٹھا آنکھہ دیکھو ذرا دائیں بائیں

نہ چھوڑو گے کب تک سفاہت کی راہیں ✤
حماقت کی کیوں تم کو بہاتیں ادائیں تو

(باقی آئندہ) (ایک احمدی)

نقل اشتہار مرزا حیرت

متعلقہ مضمون عنوان ۵ ۔ سنہ ۱۸۹۱ء

مسلمانو ذرا انصاف سے کہنا خدا لگتی

میں مسلمان ہوں میرا انہی مقدس ہدایات پر ایمان ہے کہ جنکی قرآن شریف اور احادیث نبویہ مظہر و شاہد ہیں میرا فرض ہی کہ میں ان پاک اور اطہر احادیث نبوی کے نتائج خیز مطلب سے وہی استنباط کروں کہ جو میرا الہام مجکو سکہاتا ہے۔ پے درپے کے الہام ربانی نے مجھے یہ تعلیم کی ہے کہ میں سچے مسیح موعود ہونیکا مدعی بنوں۔ وہ نشانیاں اور خبریں جو ہمارے سچے برحق آخر زمان نبی صلعم نے مسیح موعود کی نسبت ارشاد فرمائی ہیں ان کل صفات لاثانی کا الہام مجھی مرجع ٹھیراتا ہی میں تیں برس سے خاموش تہا تاں صرف الہامی ہدایت کے بموجب میں اودہ اخبار روزانہ میں ان فرائض کو قیمتی مضامین میں ادا کرتا رہا کہ جو ایک مسیح موعود ہونیکے لئے خاص ہی مگر میںنے دیکھا کہ ایک شخص مرزا غلام احمد نامی یہ دعوی کربیٹھا ہے اسلئے مجھے الہامی طور پر ہدایت ہوئی ہے کہ میں مسلمانوں پر اس امر کو روشن کروں کہ سوا میرے اگر اور کوئی مسیح موعود ہونیکا دعوی کرے وہ جہوٹہا اور اسکی ہزار پشتیں جہوٹی کیونکہ تمام احادیث اسکی شاہد ہیں کہ دجّال پیدا ہونیکے بعد مسیح موعود کا ظہور ہوگا چنانچہ وہی ہوا دجال پیدا ہوا اور مسیح موعود بہی انکے پیچہے پیچہے موجود ہیں۔ مجھے الہام نے تعلیم کی ہے کہ میں قرآن شریف کے ایک ایک نقطہ سے جو بقول محی الدین عربی بجملہ واحدہ ہے اپنے مسیح موعود ہونیکے مسلمہ دلائل مستخرج کروں اگر مسیح کاذب کا دل چاہے تحریری یا تقریری جہاں چاہے سچے مسیح موعود سے ہر امر میں مباحثہ کر سکتے ہیں پولیس کے انتظام کا خرچہ سچا مسیح پورا نہیں اٹہا سکتا ہاں صادق اور کاذب میں نصف نصف خرچہ کا معاملہ ہو سکتا ہے کل ایک زبردست مجھے الہام ہوا جس سے میں کانپ گیا اور وہ الہام یہ تہا کہ مسیح کاذب سے کہدے کہ وہ چلا جاوے شہر دہلی سے جہانسے آیا ہے وہاں ورنہ اٹہائیگا دقتیں شدید اور پڑ جائیگا مختلف مصائب میں۔ فقط بر رسولاں بلاغ باشد و بس
راقم سچا مسلمان اور برحق مسیح موعود مرزا حیرت دہلوی
در مطبع جیوف پرکاش دہلی باہتمام احمد علی بیگ چھپا۔

دوسرا اشتہار مرزا حیرت

چودہویں صدی مورخہ ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء مکرمی اڈیٹر۔ حیف ہے ایک شخص مجنون ہو گیا ہے پہر کیوں اسکا اتنا لمبا چوڑا ذکر کرتے ہیں ہر ہوشیار اور کم عقل سے کم عقل شخص کیا یہ نہیں جانتا کہ غلام احمد قادیانی کا دماغ الٹ گیا ہے ڈاکٹروں اور طبیبوں کی متفقہ رائے ہے کہ بے اعتدالیوں کی کثرت سے دماغ خراب ہو گیا ہے ایسے شخص کی باتوں کا خیال ...... کرنا اور ایک بے نظیر اخبار کے صفحوں کا خون کرنا ہے کیس اڈیٹری نے آپ کو بتایا ہو اگر آپ آئندہ ایسے مجنونوں کی باتوں پر جائینگے تو پھر آپکو بڑی دقت پڑجائیگی سینکڑوں پاگل ہر شہر میں شاہراہوں پر گالیاں دیتے ہوئے اور منہ چڑاتے ہوئے دکہائی دیتے ہیں اور بڑ بڑ ایسے لگا کر کچھ بہی کبہی خیال نہیں کرتا بلکہ جنس کے تمال دیتے ہیں۔ انکی باتوں نے اسکا مخبوط الحواس ہونا ثابت ہوتا ہے انکی تحریر سے اسکا پورا مجنون ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پولیس کے خط فقط یاد کر لئے ہیں یا کچھ لکھتے وقت انہیں آگے رکھ لیتا ہے پس ساری تحریر میں ان خطوں کی ہی پوری عبارت موجود ہوتی ہے کبھی کہیں سے ایک آدھ لفظ بدل دیتا ہو نہ اسے کچھ علم ہے نہ عقل ہے افسوس تو یہ ہے کہ اب حواس خمسہ میں بہی فرق آگیا اس سے آگے بڑھ کر بہت کچھ ناشائستہ لکھا ہے جسے ہم بخوف طوالت ترک کرتے ہیں ۱۲۵ (نقل کو...

نوٹ: ناظرین یاد رکھیں یہ دوسرے آرٹیکلوں میں حیرت صاحب نے مرزا صاحب کے الہام سے انکار کیا ہے

؎ انوار الاسلام پریس قادیان میں باہتمام منشی محمد افضل و معراج الدین چھپکر شائع ہوا

کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے ...... الخ
اسکے بعد حضرت صاحب نے موٹے حرفوں سے اپنی تعلیم کو پیش کر کے کہا
جسکے حرف حرف سے رسول صلعم کا خادم ہونا ثابت کیا ہے
اور یہ فرمایا ہے کہ دیکھو یہ ہیں **ایسا ہوں تو سوچو کہ ما تبع**
ہے اس پاک رسول کا جسکی غلامی کیطرف
میں منسوب کیا گیا ہوں " + اے حیرت نہایت افسوس ہو
تمہاری حالت پر اگر تمنے یہ طاعون کے متعلق تحریرات پڑہی
ہوتیں تو تمکو معلوم ہو جاتا کہ اسکے ایک ایک شوشہ سے رسول صلعم
کی عظمت ثابت ہوتی ہے اور لفظ لفظ ایک ایک فقرہ پکار رہا ہے اظہار تکریم
کر رہا ہے کیسا سخت نا انصافی ہوگا اور مرزا صاحب کے ساتھ سخت سوء
ادبی ہوگی کہ الخ ...... یہ کام بدنیتی پر دلالت کرتا ہے اس عبارت
ہی سے پتہ چلتا ہے کہ لکھنے والے کے قلب کی کیفیت کیسی ہی ہوگی
پر جسوقت جیسے پڑھنے والے کے دل پر فوری اثر کرتے ہیں ہم بڑی
سرگرمی سے مرزا صاحب کی اس دلسوزی پر جو انہیں
اسلام اور حضور انور صلعم سے ہے دل سے مبارکباد دیتے
ہیں - غرض اس سے کوئی بھی نہیں انکار کرسکتا ہے کہ مرزا
صاحب کے دل میں اسلام کی سچی محبت ہے اور فخر دو جہان
امی نبی صلعم کو جن تعظیمی الفاظ سے یاد کرتے ہیں وہ الفاظ
خود اسبات کی شہادت دیتے ہیں کہ مرزا صاحب سچے مسیح
غلام احمد ہیں ۔۔ یہ آپ کے ہی الفاظ ہیں جو اس
مضمون میں دوسری جگہ لکھے ہیں لیکن طاعون والے
مضمون کو نہ پڑھنے کی وجہ سے اس غلط فہمی میں تم مبتلا ہو
اور کہدیا کہ نعوذ باللہ رسول صلعم کے مقابلہ میں وجاہت
قائم کی ہے ۔ اور اسبات کی بھی شرم نہ آئی کہ آپکے ان دو
قولوں میں زمین و آسمان کا فرق اور سخت درجہ تناقض ہو جاتا
ہے ۔ اے عقلمند کیا وہ شخص جو بقول تمہارے حضور
انور صلعم کی حمایت میں کتابیں لکھتا ہو جنسے یہ معلوم ہوتا
ہو کہ اسکے قلب کی بھی ایسی ہی حالت ہوگی - اور جو دلپر فوری
اثر کرتی ہوں اور جسے حضور صلعم اور اسلام سے دلسوزی بھی
ہو اور جسنے مخالفوں کے حملوں کا جواب دینے کیواسطے اپنے تئیں
وقف کر رکہا ہو جسے اسلام کی سچی محبت ہو کیا اس شخص کو
یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ رسول صلعم کے مقابلہ میں اپنی
وجاہت قائم کرے اور اسکے دل میں رسول صلعم کا اتنا بھی
ادب نہ ہو جیسے اندہیرا سفیدی - کیا متضاد باتیں کبھی ایک
جگہ جمع ہو سکتی ہیں - کاش تمہیں خدا سمجھ دے اور تم
اپنی لن ترانیوں اور ہمہ دانی کے خیال کو دماغ سے نکال
ڈالو مہربانی تمہیں چاہیئے کہ پہلے اصول قائم ہو تاکہ تمہارے
بیانات میں تناقض نہ ہوا کرے - تمہاری عبارت بدمزا اور
پھسپھسی ہو تو بلا سے زبان اور الفاظ میں لوچ نہ ہو
تو بلا سے یہ عیب تمہارے مربی حکیم نور الدین صاحب کی
تحریر میں بھی ہے اگر تم میں بھی ہو جاویں تو کچھ حرج نہیں

لیکن تم اگر زیادہ نہیں تو انکے شاگرد ہو جیسے تو ہو جاؤ انکو
کلام میں تناقض نہیں ہوتا ہے جنکی تحریرات صحیح
واقعات پر مبنی ہوتے ہیں اور دعوے کیساتھ دلائل
ضرور بیان کیا کرتے ہیں اگر بتدریج اسکا خیال رکھو گے
تو پھر ضرور تمہاری تحریر بہتیرے عیبوں سے پاک ہو کر خوشتر
ہوگی اور یہ جو قدم قدم پر ٹھوکریں لگتی ہیں انسے محفوظ
رہو گے - تمہیں تعلیم دینی کی غرض سے اس سلسلہ
میں صرف انہیں مضامین کے تناقض سے تمہیں
آگاہ نہیں کیا جائیگا بلکہ اگر فرصت ملی تو انشاءاللہ
تعالے عنقریب ایک کتاب کی جو بقول قرآن و حدیث
سے تم نے مستنبط کی ہی حقیقت ظاہر کی ہے اسی طرح
اور باقی بیہودہ اور مہمل تصانیف کی حقیقت بھی تمپر
ظاہر کرتے جائینگے لیکن ہمارے اس بیان سے تم
گھبرانہ جانا کہ کہیں تمہاری تصانیف سے حاجی بابا اصفہانی
الف لیلہ شہرزاد - الف لیلہ دنیازاد - زیادہ علاوہ
فسانہ عبرت انگیز اور رہبر نابالغ اور دوسرے ناولوں کا
جنکے مصنف ہونیسے بھی اب تم کو شرم آتی ہے کچھ ذکر کرینگے
بلکہ ان تصانیف کی قلعی کہولیں گے جنپر تم کو بہت بڑا ناز ہے
اور بقول تمہارے وہ **روح القدس** کی تائید سے
لکھی گئی ہیں جنکی وجہ سے تم بالکل آپے سے باہر ہو گئے ہو +
اب ہم پھر اپنے مضمون کے اسی سابقہ سلسلہ کیطرف
رجوع کر کے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حیرت صاحب اسی
۲۳ اپریل کے مضمون میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ "
سمجھ میں نہیں آتا کن مناسبتوں سے اپنے کو مثیل مسیح قرار
دیا ہے " سو حضرت آپکی سمجھ میں کیوں آنے لگا ہے جبکہ آپکو
تحقیق کرنیکی ضرورت ہی نہیں اور نہ اسبات کی ضرورت ہے
کہ ٹھنڈے دلسے پہلے کسی معاملہ پر اچھی طرح سے غور کرو اور
وہ دلائل جو کوڑہ مغزوں کو سمجھانیکے لئے متعدد مرتبہ شائع
ہو چکے ہیں انکو پڑہو - مشفق من آپکو ہمدردانہ طور پر کہتا ہوں
کہ آپ پہلے ان تمام دلائل کو اچھی طرح سے پڑہ لیویں اور پھر اسپر
جو کچھ چاہیں لکھتیں لیکن آپکی قابلیت بلند حوصلگی یا عالی
دماغی اور بلند پروازی کب اسبات کی مقتضی ہو سکتی ہے
کہ ان عبارتوں کو ٹھنڈے دلسے پڑہو تمپر تو تمہارا ہی
قول خوب صادق آتا ہے جو مسدس میں مفصلہ ذیل الفاظ میں ہے

دلے جبکہ قدرت نہیں تم میں اتنی ﴿ عبارت کو تم پڑہ سکو صاف انکی
تو پھر رائیں سب ہیں تمہاری نکمی ﴿ ثبوت ہر امر کا تمہارا ہے ردی
تو دعوا سمجھنے کا کرتے ہو کیوں تم ﴿ تخالف میں دم انکو بھرتے ہو کیوں تم
جہالت کی ہیں یہ تمہاری ادائیں ﴿ اٹھا آنکھ دیکھو ذرا دائیں بائیں

نہ چھوڑو گے کب تک سفاہت کی راہیں ﴿
حماقت کی کیوں تم کو بہاتیں ادائیں لو

(باقی آئندہ) (ایک احمدی)

متعلقہ مضمون عدد ۵ ... سنہ ۱۸۹۱ء

نقل اشتہار مرزا حیرت

مسلمانو ذرا انصاف سے کہنا خدا لگتی

میں مسلمان ہوں میرا انہی مقدس ہدایات پر ایمان ہے کہ جنکی
قرآن شریف اور احادیث نبویہ مظہر و شاہد ہیں میرا فرض ہی
کہ میں ان پاک اور اطہر احادیث نبوی کے نتائج خیر مطلب سے
وہی استنباط کروں کہ جو میرا الہام مجھکو سکھاتا ہے - پے درپے
کے الہام ربانی نے مجھے یہ تعلیم کی ہے کہ میں سچے مسیح موعود
ہونیکا مدعی بنوں - وہ نشانیاں اور خبریں جو ہمارے
سچے برحق آخر زمان نبی صلعم نے مسیح معہود کی نسبت ارشاد
فرمائی ہیں ان کل صفات لاثانی کا الہام مجھے مرجع ٹھہراتا ہی
میں تیس برس سے خاموش تہا ہاں صرف الہامی ہدایت کے بموجب
میں اودہ اخبار روزانہ میں ان فرائض کو قیمتی مضامین میں
ادا کرتا رہا کہ جو ایک مسیح معہود ہونیکے لئے خاص ہیں مگر میں نے
دیکھا کہ ایک شخص مرزا **غلام** احمد نامی یہ دعوی کر بیٹھا ہے
اسلئے مجھے الہامی طور پر ہدایت ہوئی ہے کہ میں مسلمانوں پر
اس امر کو روشن کروں کہ سوا میرے اگر اور کوئی مسیح معہود
ہونیکا دعوی کرے وہ جھوٹا اور اسکی ہزار پشتیں جھوٹی
کیونکہ تمام احادیث اسکی شاہد ہیں کہ **دجال** پیدا ہونیکے
بعد مسیح معہود کا ظہور ہوگا چنانچہ وہی ہوا دجال پیدا ہوا اور
مسیح معہود بھی انکے پیچھے موجود ہیں - مجھے الہام نے تعلیم کی ہے
کہ میں قرآن شریف کے ایک ایک لفظ سے جو بقول محی الدین
عربی بجملہ واحدہ ہے اپنے مسیح معہود ہونیکے مسلسل دلائل
مستخرج کروں اگر مسیح کاذب کا دل چاہے تحریری یا تقریری
جہاں چاہے سچے مسیح معہود سے ہر امر میں مباحثہ کرسکتے ہیں
پولیس کے انتظام کا خرچہ سچا مسیح پورا نہیں اٹھا سکتا ہاں صادق
اور کاذب میں نصف نصف خرچہ کا معاملہ ہو سکتا ہے
کل ایک زبردست مجھے الہام ہوا جس سے میں کانپ گیا اور وہ
الہام یہ تہا کہ مسیح کاذب سے کہدے کہ وہ چلا جاوے شہر دہلی سے
جہاں سے آیا ہے وہاں ورنہ اٹھائیگا دقتیں شدید اور
پڑ جائیگا مختلف مصائب میں - فقط بر رسولاں بلاغ باشد و بس
راقم سچا مسلمان اور برحق مسیح معہود مرزا حیرت دہلوی
در مطبع جیوف پرکاش دہلی باہتمام احمد علی بیگ چھپا -

دوسرا اشتہار مرزا حیرت

چودہویں صدی مورخہ ۱۵ جولائی سنہ ۹۷
مکرمی اڈیٹر - حیف ہے ایک شخص مجنون
ہو گیا ہے پھر کیوں اسکا اتنا لمبا چوڑا ذکر
کرتے ہیں ہر ہوشیار اور کم عقل سے کم عقل
شخص کیا یہ نہیں جانتا کہ غلام احمد قادیانی کا دماغ الٹ
گیا ہے ڈاکٹروں اور طبیبوں کی متفقہ رائے ہے کہ بے اعتدالیوں
کی کثرت سے دماغ خراب ہو گیا ہے ایسے شخص کی باتوں کا چھاپنا .....

انوار الاسلام پریس قادیان میں باہتمام منشی محمد افضل و معراج الدین جہلمی کے چھپ کر شائع ہوا

+ نوٹ : ناظرین یاد رکھیں ۔ دوسرے آرٹیکلوں میں حیرت صاحب نے مرزا صاحب کے الہام سے انکار کیا